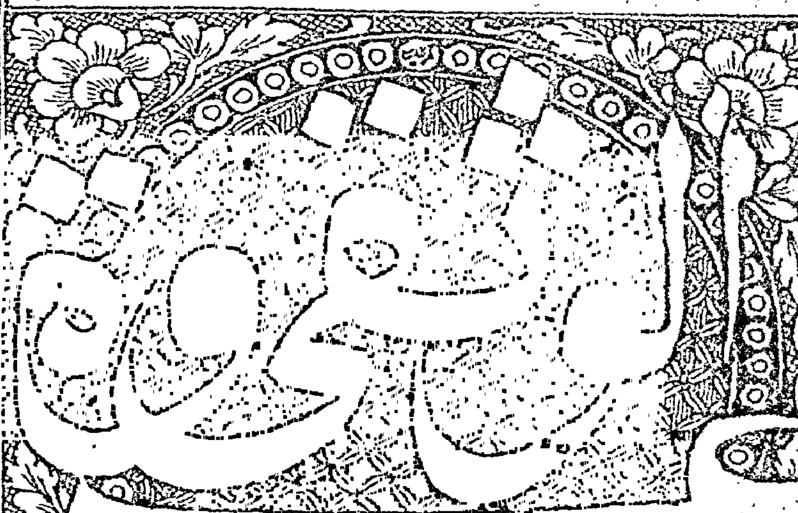
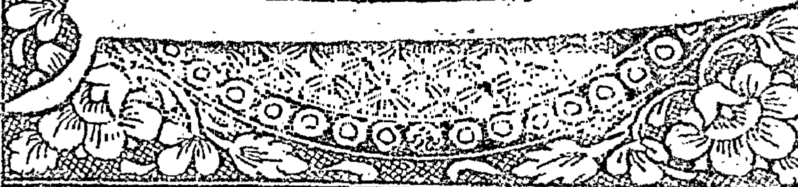
هداية المستقيم الى الصراط

کتاب مستطاب در باب وجوب تقلید مذهب معین مسمی





من تصنیفات جناب مولوی محمد شاه وصله الله الی ما یرضاه

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان فی بیان المرام فکرمنا و
شرفنا بنور الایمان وطریق الاسلام والصلوۃ علی من نزل علیہ القرآن
تبیان کل شیء من الحلال والحرام وعلی آلہ واصحابہ الذین کانوا خیر
الانام بعد الانبیاء علیہم السلام اما بعد فیقول الفقیر محمد شاہ
اوصلہ اللہ الی ما یرضاہ واضح ہو کہ کتاب مستطاب مدار الحق چونکہ فائدہ اسکا بسبب
دخل فنون اور علوم اور ابحاث متنوعہ کی خاص اہل علم کو تھا اور یہی وہ کتاب بمنزلہ فتاوی
عالمگیری کی تھی تو جامع الحسنات ماحی البدعات حاوی العلوم دینیہ ماحی الرسوم شرکیہ
حامی الملۃ والدین مولانا نواب محمد قطب الدین اور مولوی خواجہ ضیاء الدین اور مولوی محمد
مسعود اور مولوی محمد عبد القادر اور مولوی محمد یوسف صاحب ادام اللہ تعالی فیوضہم نے فرمایا
کہ ایک رسالہ مختصر بمنزلہ متن کے مدار الحق سے بحوالہ کتاب اور باب اور صفحہ کی جمع کیا جائے
تو انشاء اللہ تعالی فائدہ اسکا ہر خاص و عام کو عام ہو جائیگا اور فیض اسکا علی العموم درواں
ہو جائیگا اور ہر صغیر و کبیر کے ہاتھ میں دلیل جلی اور سند قوی ہر وقت موجود رہیگی اور
ہر بدعتی اور سنی والیکی طبیعت گھبرائیگی چونکہ یہ مشورہ نہایت محمود العاقبہ اور مسعود
الآخرۃ تھا لہذا یہ رسالہ مختصر حسب الارشاد جمع کیا گیا اور نام رکھا گیا عروۃ
الوثقی اور وہ رسالہ مشتمل ہے اوپر مقدمہ اور دو باب اور خاتمہ کے

مقدمہ بعض اسباب حفظ شریعت اور انتظام دین کے بیان میں

واضح ہو اہل اسلام پر کہ حفظ شریعت اور انتظام دین کا ہر مسلمان پر واجب ہے اور ضرورت

اسکا بھی واجب ہی کیونکہ مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہی اور منجملہ اس موقوف علیہ سے
تقلید مذہب معین کے مذاہب اربعہ سی ہے لہذا اہل سنت وجماعت نے زمانہ تقرر مذاہب اربعہ سے
لیکر آجتک مذہب معین پر چلی آئی باین لحاظ کہ تقلید مذہب معین کی مذاہب اربعہ سی اپنے
زمانہ مین موقوف علیہ حفظ شریعت اور انتظام دین کیسی ہے کیونکہ آنحضرت علیہ السلام
فرمایا لا یاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ شر منہ یعنی نہ آئیگا تمپر کوئی
زمانہ مگر ہوگا وہ زمانہ جو بعد اُسکی آئیگا شر زمانہ قبل کیسی روایت کیا اسکو بخاری نی اور
فرمایا آنحضرت علیہ السلام نی یخرج فی اخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین
والسنتہم احلی من السکر وقلوبہم قلوب الذیاب رواہ الترمذی
یعنی نکلینگی آخر زمانہ مین لوگ کہ حاصل کرینگی دنیا کو بپردہ دین مین اور زبانین انکی
شیرین تر ہونگی شکر سی اور دل انکی بھیڑیوں کی سے ہونگی روایت کیا اسکو ترمذی نی یعنی ظاہر
مین مشایخون کی صورت بنکر دین کے پردہ مین ہوکر میٹھی میٹھی باتین بناکر اہل اسلام کو
بھیڑیونکی طور پھاڑ کھائینگے چونکہ حفظ دین کا مہمات مین واجب تھا تو اہل سنت وجماعت نی
واسطی انتظام دین کے حکم تقلید مذہب معین کا مذاہب ائمہ اربعہ سی اس زمانہ مین دیا کیونکہ
اس زمانہ مین اگر حکم تقلید مذہب معین کا مذاہب اربعہ سی نہ دیا جائی اور لوگونکو اپنی طرف
چھوڑا جائی تو دین پراگندہ ہو جائیگا جسطرح خواہش مین آئیگا اوسیطرح کی قول اقوال
نقل کرکے یا قرآن حدیث سی اپنی اٹکل لگاکر اپنی اپنی غرض کی موافق عمل کرینگی اور جو بڑے
فاسد پر فاسد مین بحکم احادیث مذکورہ کی آئیگا اوسطرف عوام کو اپنی تابع کرنیکی لیئی اور
تحصیل معاش کے لئی پکارینگی حتی کہ گھر گھر کا دین و مذہب الگ الگ ہو جائیگا اور دن
بدن اُس شخص کی دین بدلتا رہیگا حتی کہ یہہ دین لوگونکی نظرون مین وایسی تھا ہی

معلوم ہوگا اور حاکم وقت کے دیکھی طرف لوگ اس دیکھو واہی تباہی جا کر متوجہ ہو
جاینگی لہذا اہل سنت وجماعت واسطے بند کرنے اس فساد مذکور کے بعد امکان حکم
تقلید مذہب معین کا مذاہب اربعہ سے جو خیر القرون میں مدون ہو تحقیق کر و شرط علمائے
ذوی الاعتبار کی ہوئی ہیں وہ کیونکہ ہر شخص اسوقت اپنے امام کی مذہب مدون منقح
اور صحیح کی موافق عمل کرتا رہیگا اور اپنی رای فاسد ان ہی کی موافق گمراہ ہوگا اور کسی مفتی
اجرکے پیچھے نہ جائیگا اور مفسدین وقت کا اسمین کوئی حیلہ نچلیگا کیونکہ وہ خلاف
مذہب مفتی بہ یا مرجح میں پکڑا جائیگا جیسا کہ اشارہ کیا اس علت مذکورہ کیطرف علمانے
اپنی کتب میں جیسا کہ کہا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی نے شرح تحریر الاصول میں کذا
الانتقال من مذهب الى مذهب لا يجوز فى زماننا لظهور الخيانة انتهى
یعنی نہیں جائز انتقال ایک مذہب سے طرف مذہب دوسرے کی اس زمانہ میں واسطے ظاہر
ہونی خیانت لوگون کی باب دین میں اور کہا شیخ عبد الحق دہلوی نے صراط المستقیم میں
قرار داد علماء و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین و تخصیص مذہب است و ضبط و
ربط کار دین و دنیا ہم درین صورت بود و ہو المختار و فیه الخیر انتہی یعنی مقرر ہے علما کا اور
مصلحت دید انکا واسطے حفظ شریعت اور انتظام دین کی اس زمانہ میں تقلید مذہب معین
کی ہے مذاہب اربعہ سے اور ضبط اور ربط دین و دنیا کا اسیصورت میں ہے اور یہی مختار ہے
اور اسیہی میں خیر ہے لہذا علمانے تقلید مذہب معین کو مذاہب اربعہ سے واسطے حفظ شریعت
اور انتظام دین کے واجب قرار دیا جیسا کہ فرمایا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان میں
اما من لم يصل الى شهود عين الشريعة الاولى وجب عليه التقليد بمذهب
معين كما مر تقريره خوفا من الوقوع فى الضلال وعليه عمل الناس اليوم انتهى

یعنی جو شخص کہ غیر مجتہد ہو واجب ہے اوسپر تقلید ایک مذہب معین کی جیسا کہ گذر چکی ہے تقریر
اوسکی واسطے خوف وقوع کی گمراہی مین اور ایسیہی یہ ہے عمل لوگون اہل اسلام کا اور دوسری
جا فرمایا کما علیہ عمل الناس فی کل عصر یعنی جیسا کہ ہے اوسپر عمل لوگون کا ہر
زمانی مین حتی کہ علماء دین واسطے اوسی حفظ شریعت اور انتظام دین کے تعزیر کو مقرر کیا جیسا کہ
طحطاوی نی نقل کیا اور کہا والانصاف ما قالہ الکمال وعبارتہ قالوا ان المنتقل
من مذهب الی مذهب اثم یستوجب التعزیر انتهی مختصرا یعنی انصاف
اور عدل کا وہ قول ہے کہ کہا اوسکو کمال نی اور عبارت اوسکی یہہ ہے کہ کہا علمانی کہ منتقل ایک
مذہب سے طرف دوسری مذہب کی گناہ گار ہے واجب التعذیر تمام ہوی کلام اوسکے
ثم لا یخفی علی اهل العلم ان العالم یدل علی الوجود والتوحید والبعث و
الارسال والوجوب فاما الوجود فلان المصنوع یدل علی وجود صانعہ الا تری
ان البعرة تدل علی البعیر والاثر یدل علی المسیر والسماء ذات البروج
والارض ذات الفجاج کیف لا تدلان علی ذات الخبیر واما التوحید فلان
عجز احدهما علی تقدیر التعدد لازم لانہ لو اراد احدهما من العالم فالاخر
علی دفعہ اما قادر اولا فعجز احدهما من دفع الاخر لازم فالمغلوب من
دفع الاخر لیس باله ففی کل شیء لہ آیة علی انہ الہ واحد واما البعث
فلان العالم بعضہ من بعضہ مظلوم فلو لم یقم یوم الانصاف بقی المظلوم
بغیر الانصاف وذکر ان منکر البعث جاء الی خلیفة من الخلفاء فقال ان
الانسان اذا مات صار ترابا فلا بعث ولا عقاب ولا ثواب فقال الخلیفة
ان قولنا ان البعث حق والثواب حق والعذاب حق والجنة حق والنار حق

فلابد من صدق احد القولين وكذب الاخر لاستحالة اجتماع النقيضين فرجحنا ما نقول بان قولكم ان كان حقا فلا ضرر علينا لانا كنا تراباً كما قلتم وان كان قولنا حقا فانتم على ضرر في جهنم في النار والعقاب ونحن على خير في الجنة والثواب فنحن على كل تقدير على خير بخلافكم فاسلم واما الارسال فلانه لولم يرسل كيف يحكم بالجزم بجواز ان يقول كيف نعلم انه جائز وانه غير جائز وانه حلال وانه حرام واما الوجوب فلانه لولم يجب على المكلف التقييد بالمذهب الواحد كيف يحكم بالجزم لجواز ان يقول على ان في ذلك يقول فلان وفي ذلك يقول فلان وفي ذلك الوقت يقول فلان و في ذلك الوقت يقول فلان حاصله انه صار المكلف في جميع الاحكام الالهية غير مكلف سوى الحكم المجمع عليه من جميع الامة ولم يوجد المجمع عليه تلك الصفة الا قليلا غاية القلة حتى ارتفع العمل بالاجماع ايضا لانه مختلف فيه انكره الرفضة وغيرهم كما في الاصول والقياس ايضا فانه مختلف فيها انكره الظاهرية والرافضة وغيرهم كما في الاصول والحديث ايضا فان قبوله مشروط عند بعض العلماء بان روى اربعة عن اربعة في كل طبقة كما في شرح مسلم للنووي وايضا بقي لمظلوم بلا انصاف فدل العالم على الوجود والتوحيد والبعث والارسال ووجوب تقليد المذهب الواحد جسے سمجھ کر ہی ابی اہل انصاف کو ییکر باب اول اور باب ثانی سب مناسب ہے

باب اول دلیل میں التزام مذہب معین پر

جاننا چاہیے کہ تقلید شرع میں متبع ہونا غیر مجتہد کا مجتہد عادل کے اور یہ تعریف تقلید کی تین قید پر مشتمل ہے **قید اول** یہ کہ ہو تابع غیر مجتہد نہ مجتہد اور قید ثانی یہ ہی کہ ہو متبوع مجتہد نہ غیر مجتہد اور قید ثالث یہ ہے کہ ہو متبوع عادل نہ غیر عادل اور بیان ان قیود ثلثہ کا مدار الحق میں خوب مدلل کر کے بیان کیا گیا اور یہ تقلید دو قسم ہے فرض و واجب جیسا کہ قرأت دو قسم ہے فرض اور واجب اور فرض وہ شی ہے کہ ثابت ہو دلیل قطعی سے اور واجب وہ شی ہے کہ ثابت ہو دلیل ظنی سے پس جیسا کہ قرأت مطلق عام اس سے کہ سورہ فاتحہ ہو یا غیر ہو فرض ہے کیونکہ وہ ثابت ہے دلیل قطعی سے قولہ تعالے فاقرؤا ما تیسر من القران اور قراۃ سورہ فاتحہ کی واجب ہے کیونکہ وہ ثابت ہی دلیل ظنی سے قال علیہ السلام من صلی صلوۃ لم یقرء فیہا بام القران فہی خداج فہی خداج فہی خداج غیر تام رواہ الامام مالک والامام محمد و مسلم والترمذی والنسائی وغیرہم اسیطرح تقلید مطلق عام اسی کہ شخص معین ہو یا غیر معین فرض ہے کیونکہ وہ ثابت ہی دلیل قطعی سے قولہ تعالی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور تقلید معین واجب ہے کیونکہ وہ ثابت ہے دلیل ظنی سی قال علیہ السلام من تولی من امر المسلمین شیئا واستعمل علیہم رجلا وھو یعلم ان فیہم من ھو اولی واعلم بکتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ فقد خان اللہ ورسولہ وجماعۃ المسلمین رواہ الطبرانی ومثلہ فی الھدایۃ فی کتاب القضاء پس یہہ حدیث دال ہے اسپر کہ تقلید مذہب مجتہد افضل اور اولی کی واجب ہے، لہذا مقلد کو جبکہ معلوم کری کہ فلان امام افضل ائمہ مجتہدین کا ہی اخذ کرنا مذہب غیر کا اور عمل کرنا مذہب غیر پر منکر ہی باتفاق علمار کی جیسا کہ کہا امام

غزالی نے کہ ائمہ مجتہدین اور ائمہ شافعیہ اور ائمہ اصول سے ہے احیاء العلوم میں لم یذہب احد من المحصلین الی ان المجتہد یجوز لہ ان یعمل بموجب اجتہاد غیرہ ولا الی ان الذی ادی اجتہادہ فی التقلید الی شخص رآہ افضل العلماء ان لہ ان یاخذ بمذہب غیرہ فینتقد من المذاہب اطیبہا عندہ بل علی کل مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل فان مخالفتہ للمقلد فی کل تفصیل متفق علی کونہ منکرا بین المحصلین انتہی اور اہل سنت وجماعت بعد انقراض زمانہ اربعہ کے مذاہب اربعہ میں منحصر ہو گئی جیسا کہ کہا طحطاوی نے شرح در المختار کی کتاب الذبائح میں قال بعض المفسرین ان ہذہ الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باہل السنۃ والجماعۃ اجتمعت الیوم فی المذاہب الاربعۃ وہم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا عن ہذہ المذاہب الاربعۃ فی ذلک الزمان فہو من اہل البدعۃ والنار انتہی لیکن مختلف ہوئی کہ آیا امام ابو حنیفہ افضل ہے یا مالک یا شافعی یا احمد بن حنبل بعض نے امام ابو حنیفہ کو افضل جان کر مذہب حنفی کو اختیار کیا اور بعض نے امام مالک کو افضل جان کر مذہب مالکی کو اختیار کیا اور بعض نے امام شافعی کو افضل جان کر مذہب شافعی کو اختیار کیا اور بعض نے امام احمد کو افضل جان کر مذہب حنبلی کو اختیار کیا

باب ثانی بقول علماء بین التزام مذہب معین

کہا امام غزالی حجۃ الاسلام شافعی نے احیاء العلوم کی کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر میں باب ثانی کے رکن ثانی میں مطبع مجتبائی کے ربع ثانی کے صفحہ ۱ میں لم یذہب احد من المحصلین الی ان المجتہد یجوز لہ ان یعمل بموجب اجتہاد غیرہ ولا الی ان الذی ادی اجتہادہ فی التقلید الی شخص رآہ افضل العلماء

کہا امام غزالی شافعی نے بیچ احیاء العلوم کی کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر باب ثانی کے رکن ثانی میں مطبع مجتبائی کے ربع ثانی کی صفحہ ... میں کہ نہیں گیا کوئی شخص علماء میں سے اس طرف کہ مجتہد کو جائز ہے عمل مذہب غیر پر اور نہیں گیا کوئی شخص علماء میں سے اس طرف کہ مقلد کو جو معلوم ہوا ...

لہ ان یاخذ بمذہب غیرہ بل علی کل مقلد اتباع مقلدہ
فی کل تفصیل فان مخالفۃ للمقلد متفق علی کونہ منکرا
بین المحصلین انتہی

جیسا فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان میں مطبع کلکتہ کے صفحہ ۹۹۰ میں ہے وعلی
الفقہاء ان الحق واحد وعلیہ بعض المتکلمین وفائدتہ
ان العامی یعمل برأی امام واحد وقع عندہ انہ اعلم
ولا یخالفہ فی شیء بہوی نفسہ عندنا انتہی

جیسا کشف کی شرح اصول بزدوی کی بحث تصویب المجتہدین میں ہے
وذہب کل من قال المجتہد یخطی ویصیب مثل اصحابنا وعامۃ
اصحاب الشافعی وبعض متکلمی اہل الحدیث انتہی ثم قال
بعید ذلک فمن جعل الحق حقوقا اثبت الخیار للعامی بما ہواہ
ومن قال الحق واحد الزم للعامی ان یتبع اماما واحدا وقع عندہ
بدلیل النظر انہ اعلم ولا یخالفہ فی شیء بہوی نفسہ انتہی

جیسا علامہ شمس الدین قہستانی حنفی نے جامع الرموز شرح مختصر وقایہ کی
کتاب الکراہت کے اخیر میں مطبع دہلی کے صفحہ ۶۱۰ میں واعلم ان من جعل
الحق متعددا کالمعتزلۃ اثبت للعامی الخیار من کل مذہب ما یہواہ ومن
جعل واحدا کعلمائنا الزم للعامی اماما واحدا کما فی الکشف فلو اخذ
من کل مذہب ما یباح صار فاسقا تاما کما فی شرح
الطحاوی للفقیہ سعید بن منصور فی المذہب الصلابۃ ای اعتقاد

کونه حقا وصوابا کما فی الجواهر ومشایخنا قالوا مذهبنا
صواب یحتمل الخطاء ومذهب غیرنا خطا یحتمل الصواب کما فی المصفی انتهی

کہا شیخ ملا علی قاری نے اوس رسالہ میں جو مولف ہے جواب رسالہ

امام الحرمین بن فلان قالوا ینبغی ان یعتقد کل مقلد امام من الائمة ان امامه مصیب وغیره مخطی فی الجملة بناء علی ان المجتهد قد یخطی وقد یصیب وهو المعتمد وعلیه جمهور العلماء انتهی قال علیه السلام اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران واذا حکم فاجتهد فاخطأ فله اجر متفق علیه وقال الامام النووی فی شرح مسلم فی کتاب الاقضیة تحت ذلک الحدیث قال العلماء اجمع المسلمون علی ان ذلک الحدیث فی حاکم عالم اهل للحکم فان اصاب فله اجران اجر باجتهاده واجر باصابته وان اخطأ فله اجر باجتهاده انتهی وقال فی الکشف شرح البزدوی فی بحث تصویب المجتهدین وتخطئتهم قبیل بحث تخصیص العلل والدلیل المعتمد فی هذه المسئلة اجماع الصحابة رضی الله تعالی عنهم فانهم اطلقوا الخطاء فی الاجتهاد کثیرا وشاع وتکرر ولم ینکر بعضهم علی بعض فی التخطئة فکان ذلک منهم اجماعا علی ان الحق من اقاویلهم لیس الا واحدا انتهی وقال ابن الحاجب المالکی فی مختصر الاصول فی مباحث الاجتهاد فالمختار انه مخطی غیر اثم لنا انه لو کان کل مجتهد مصیبا

... لیکن نسبت اس خطا کے گنہگار نہیں اور دلیل ہماری یہ ہے کہ ہر مجتہد اگر مصیب ہو

لاجتمع النقيضان لان استمرار قطعه مشروط ببقاء ظنه
للاجماع على انه لو ظن غيره وجب الرجوع فيكون ظانا عالما
بشئ واحد وايضا اطلق الصحابة الخطاء فى الاجتهاد وتكرر و
شاع ولم ينكر انتهى وقال القاضى عضد الدين فى شرح
مختصر الاصول ولنا ايضا لو كان كل مجتهد مصيبا لزم
اجتماع النقيضين لان استمرار قطعه مشروط ببقاء
ظنه للاجماع على انه لو ظن غيره وجب عليه الرجوع عنه
الى ذلك الغير فيكون عالما ما دام ظانا له فيكون عالما
ظانا بشئ واحد فى زمان واحد وهما نقيضان ولنا ايضا
ان الصحابة اطلقوا الخطاء فى الاجتهاد كثيرا وشاع وتكرر
ولم ينكر فكان ذلك اجماعا انتهى وقال التفتازانى فى شرح
العقائد فلو كان كل مجتهد مصيبا لزم اتصاف الفعل بالحرمة
والاباحة او الصحة والفساد او الوجوب وعدم الوجوب
انتهى يعنى لو كان كل مجتهد مصيبا لزم اجتماع النقيضين
فى العمل والاعتقاد لانه اذا اجتهد المجتهدان فقال
احدهما ان ذلك الفعل حلال وقال الاخر بحرمته او
قال احدهما ان ذلك الفعل واجب وقال الاخر بوجوب
تركه او قال احدهما ان ذلك العمل صحيح وقال الاخر بفساده
فلو كان كل مجتهد مصيبا لزم اجتماع النقيضين

فی العمل والاعتقاد وھو باطل باتفاق العقلاء کافة فاذا
کان الامر کذلک من ان المجتھد قد یخطی وقد یصیب
وجب علی کل مقلد ان یختار تقلید مذھب الامام الافضل
لئلا یقع فی کثیر الخطاء عمدا فلذا قال خلق کثیر من العلماء
الاعلام بفرضیة تقلید الاعلم کما ھو مدلول
الحدیث المذکور فی الباب الاول منھم الائمة
الشافعیة والامام احمد بن حنبل والطائفة الکثیرة
من الفقھاء والباقون بوجوبہ فصار مسئلة وجوب تقلید
المذھب المعین متفقا علیھا

کہا شامی نے شرح درمختار کی جلد اول کے صفحہ ۳۳ مین جیسا کہ عنقریب
عبارت اوسکی بعینہا بھی آوے گی قال الائمة الشافعیة ان تقلید
الاعلم واجب انتھی ای فرض لان الوجوب
عندھم بمعنی الفرض

کہا کتب اصول کے بحث تقلید مین جیسا کہ عنقریب عبارت
اون کی بعینہا بھی آوے گی قال احمد وطائفة من
الفقھاء ان تقلید الافضل متعین انتھی
ای فرض لانھم قالوا بعدم جواز تقلید المفضول

کہا شرح منہاج الاصول کے آخر مین جیسا کہ عنقریب
عبارت اوسکی بھی آوے گی قال قوم وجب الاخذ بقول

الاعلم وهو الاقرب ورجح ابن الحاجب
جواز تقلید المفضول انتهی اسے فرض لانه
فی مقابلة الجواز

کہا صاحب بحر الرائق نے رسائل زینیہ کے رسالہ
کبائر صغائر کے صفحہ ۱۴۲ مین اما الکبائر فقالوا
هی بعد الکفر الزنا واللواطة وشرب
الخمر وان قل ولم یسکر والحضور مع اهل
الفسق ومخالفة المقلد حکم
مقلده انتهی

کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان
کبرے مین اوائل کی فصول مین مطبع مصر کے
صفحہ ۸ مین وکان سیدی علی
الخواص اذا ساله عن التقلید بمذهب
معین الآن هل هو واجب ام لا
یقول له وجب علیک التقلید بمذهب
ما دمت لم تصل الی شهود عین
الشریعة الاولی خوفا من الوقوع
فی الضلال وعلیه عمل
الناس الیوم انتهی

کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان کبری کے صفحہ ۳ میں وقد ذکرنا
فی ایضاح المیزان وجوب اعتقاد الترجیح علی کل من لم
یصل الی الاشراف علی العین الاولی من الشریعة وبه
صرح امام الحرمین وابن السمعانی والغزالی وغیرهم وقالوا
لتلامذتهم یجب علیکم التقلید بمذهب امامکم الشافعی
ولا عذر لکم عند الله فی العدول عنه انتهی ولا خصوصیة
للامام الشافعی فی ذلک عند کل من سلم من التعصب بل
کل مقلد من مقلدی الائمة یجب علیه اعتقاد ذلک
فی امامه ما دام لم یصل الی شهود عین الاولی انتهی

کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان صغری میں مطبع مصر کے صفحہ ۱۰ میں اما من لم یصل الی شهود عین الشریعة الاولی
فیجب علیه التقلید بمذهب واحد کما مر تقریره
خوفا من الوقوع فی الضلال وعلیه عمل الناس انتهی

کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان کبری کے اوائل کی فصل ثانی میں مطبع مصر کے صفحہ ۱۲ میں فان قال قائل فهل یجب
عندکم علی المقلد العمل بالارجح من القولین او الوجهین
فی مذهبه ما دام لم یصل الی معرفة هذه المیزان من
طریق الذوق او الکشف فالجواب نعم یجب علیه ذلک ما دام لم یصل
الی مقام الذوق لهذه المیزان کما علیه عمل الناس فی کل عصر انتهی

۱۴ کہا عبد الوہاب شعرانی نے میزان کبریٰ کے اوائل کی فصول میں مطبع مصر کے صفحہ ۱۷ میں فان قال قائل کیف صح من ھؤلاء العلماء ان یفتوا الناس بکل مذھب مع کونھم مقلدین و من شان المقلد ان لا یخرج عن قول امامہ فالجواب یحتمل ان یکون احدھم بلغ مقام الاجتھاد المطلق المنتسب الذی لم یخرج صاحبہ عن قواعد امامہ فھؤلاء کلھم وان افتوا الناس بما لم یصرح بہ امامھم فلم یخرجوا عن قول علماء و یحتمل ان ھؤلاء العلماء اطلعھم اللہ علی عین الشریعۃ الاولی انتھی

۱۵ کہا رئیس المحققین زبدۃ المحدثین امام المتقین استاد المتاخرین خادم حدیث رسول اللہ سالک مسالک اہل اللہ حافظ الدین نبوی شیخ عبد الحق دہلوی نے اپنی کتاب صراط المستقیم کے اوائل میں مطبع کلکتہ کے صفحہ ۲۷ میں قرار داد علما و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین و تخصیص مذہب است و ضبط و ربط دین و دنیا ہم درین صورت بود و ہمیں المختار و فیہ الخیر انتہی

۱۶ کہا شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مذکور کے صفحہ ۲۷ میں خانہ دین را چہار است و ہر کہ را ہے ازین راہہا مع رعایت این دربہای احتیاط نمودہ براہ دیگر رفتن و دری دیگر گرفتن عبث و بیہودہ باشد و کار خانہ عمل را از ضبط و ربط بیرون انداختن است و از مصلحت بیرون افتادن است و اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد ہم از مذہب واحد مختار و اینست کہ دلیل آن احسن و اقوی و فائدہ آن اعم و اتم و احتیاط در آن اکثر و اوفر بود اختیار کند و براہ رخصت و مساہلت و حیلہ اندوزی نرود و این طریق

متاخران است وشک نیست کہ این طریق محکم تر و مضبوط تر است و گویند کہ طریق پیشینیان بہتر بود لیکن بعد ایشان تعیین مذہب و اتباع مجتہد واحد از واجبات شد انتہی

کہا شیخ عبد الحق دہلوی نے مرج البحرین میں یس انچہ گفتہ اند الصوفی لا مذہب لہ صحیح نباشد مگر باعتبار اختیار اولی و احوط از روایات مذہب واحد کہ التزام اتباع آن کردہ است اگرچہ قول جمہور آن مذہب نباشد و جمیع ائمہ طریقت و اساطین ملت تابع فقہاء بودہ

کہا شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنے کتاب انصاف میں بعد نصف کے باب حکایت حال الناس میں کہ بعد دو سو برس کے یعنی بعد تقرر مذاہب اربعہ کے عمل درآمد جمہور علما کا یہہ ہے وعبارتہ ہذہ وبعد المائتین ظہر فیہم التمذہب للمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ہذا ہو الواجب فی ذلک الزمان انتہی

کہا شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی کتاب عقد جید کے آخر میں کہ مرجح فقہاء کا یہہ ہے وعبارتہ ہذہ والمرجح عند الفقہاء ان العامی المنتسب الی مذہب لہ مذہب لا یجوز لہ مخالفتہ انتہی

کہا شرح وقایہ کے باب النفقۃ میں مطبع دہلی کے صفحہ ۱۳ میں واصحابنا لما شاہدوا الضرورۃ فی التفریق استحسنوا ان ینصب القاضی نائبا شافعی المذہب لیفرق بینہما انتہی فذلک دل علی المرام لانہم استحسنوا ذلک مع ان الضرورات تبیح المحذورات لاجل تحرزہم عن خلاف المذہب حتی الامکان فان قیل فانہم سلموا عن ذلک بذلک لکن المستفتی بقی غیر سالم فلما کان تحرزہم

مکنا ولو یمکن له فاذا لم یمکن فالضرورات تبیح المحذورات

بالاجماع کما تری اباحة لحم الخنزیر عند ضرورة المخمصة

کہا حموی نے شرح اشباہ کی کتاب التعزیر مین مطبع دہلی کے صفحہ ۳۰۷ مین وفی الفتح قالوا ان المنتقل من مذہب الی مذہب باجتہاد وبرہان اثم یستوجب التعزیر فبلا اجتہاد وبرہان اولی انتہی

کہا علامہ طحطاوی نے شرح الدر المختار کے کتاب التعزیر مین مطبع مصر کے صفحہ ۴۱۷ مین والانصاف ما قاله الکمال قالوا ان المنتقل من مذہب الی مذہب باجتہاد وبرہان اثم یستوجب التعزیر فبلا اجتہاد وبرہان اولی انتہی

کہا علامہ طحطاوی نے شرح مذکور کے باب المرتد مین مطبع مصر کے صفحہ ۴۸۲ مین قلت الذی یجب التعویل علیه ما نص اهل المذهب فان اتباعنا للمذهب واجب انتهی

کہا علامہ شامی نے شرح در المختار کے کتاب التعزیر مین مطبع مصر کے صفحہ ۱۹۱ مین فان العلماء حاشاهم الله ان یریدوا الازدراء بمذهب الشافعی وغیره بل یطلقون تلک العبارات للزجر والمنع من الانتقال من مذهب الی مذهب خوفا من التلاعب بمذاهب المجتهدین ویدل علی

ذلك ما في القنية دامزا لبعض كتب المذهب ليس
للحاكي ان تحول من مذهب الى مذهب ويستوي
فيه الشافعي والحنفي انتهى

کہا علامہ شامی نے شرح مذکور کے کتاب القضاء میں مطبع مصر
کے صفحہ ۳۰۰ میں وهذا كله اذا كان المفتيان
مجتهدين واختلفا في الحكم ومثله يقال في المقلدين
فيما لم يصرحوا في الكتب بترجيحه واعتماده او اختلفوا
في ترجيحه والا فالواجب الآن اتباع ما اتفقوا على
ترجيحه او كان ظاهر الرواية او قول الامام
او نحو ذلك من مقتضيات الترجيح التي
ذكرناها اول الكتاب انتهى

کہا علامہ شامی نے شرح مذکور کے باب المرتد میں مطبع مصر کے
صفحہ ۴۹۳ میں قلت الذي يجب التعويل عليه ما نصه
اهل المذهب فان اتباعنا له واجب انتهى

کہا علامہ شامی نے شرح مذکور کے باب الوتر میں مطبع مصر کے
صفحہ ۴۴۹ میں ذكر العلامة نوح افندي ان
اعتبار رأي المقتدي في الجواز وعدمه متفق
عليه انما الخلاف المار في اعتبار رأي الامام
ايضا فالحنفي اذا رأى في ثوب الامام الشافعي

منیا لا یجوز اقتداؤہ بہ اتفاقا انتہی

۲۸ کہا شامی اور طحطاوی نے شرح درمختار کے کتاب المقصود مین مطبوع
مصر کے صفحہ ۱۳۳ شامی مین اور اس صفحہ ۹۰ طحطاوی مین

قال فی البحر والعجب من المشایخ کیف یختارون
خلاف ظاہر المذہب مع انہ واجب الاتباع
علی مقلدی ابی حنیفۃ انتہی واجاب الشامی
عن المشایخ بانہ لیس ہو مخالفا بل ہو تفسیر
ظاہر الروایۃ وہو موافق للقرآن انتہی
فذلک تصریح بان مذہب الفقہاء ان اتباع
المذہب واجب والا کیف اورد
الاعتراض علیہم رضی اللہ تعالی عنہم

۲۹ کہا کتب اصول مین جیسا کہ عنقریب آوی گی بعینہ نقل اوسکی اور حاصل
اوسکا یہہ ہے قال الامام احمد تقلید الاعلم واجب
انتہی فہذا امام من الائمۃ الاربعۃ فقد
قال بوجوب التزام المذہب المعین

۳۰ کہا شاہ عبد العزیز دہلوی نے بستان المحدثین کے صدر مین
مطبوعہ کے اس صفحہ ۱۳ مین وبالجملہ انچہ حق تعالی یحیی بن یحیی را در
اندلس از عظمت وجلال وقبول قول واطاعت امر بخشندہ ہیچکس از علماء
اندلس نہ بخشندہ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل

العظیم و ابن بشکوال گفته است که یحیی بن یحیی مستجاب الدعوت بود
و در وضع لباس و نشست و برخاست و هیئت ظاهری نیز تتبع حضرت
امام مالک مینمود و آنچه از مالک شنیده بود بموجب آن فتوے میداد و هرگز
بخلاف مذهب امام مالک راضی نمی شد حالانکه در آن زمان تصدیق بیک
مذهب رائج نبود نه در عوام و نه در خواص انتهی پس یحیی بن یحیی که شاگرد امام
مالک و از ائمه محدثین رجال موطا مشهور و معروف است او مقید
بمذهب امام مالک بود و بخلاف آن هرگز راضی نیست در آن زمان که آن زمان
خیر القرون است پس درین زمان فاسد تو با فسیها بطریق اولی
راضی نیست فکفی ذلك الامام فی ذلك الباب حجة وقدوة

کہا علامہ شامی نے شرح مذکور کی بحث مناقب امام ابوحنیفہ میں
مطبع مصر کے صفحہ ۴۶ میں قال فی لؤلؤ الجلیة قال ابو یوسف ما قلت
قولا خالفت فیه اباحنیفة الا قولا قد کان قاله
و روی عن زفر انه قال ما خالفت اباحنیفة فی شیء
الا قد قاله ثم رجع عنه وفی الحاوی القدسی واذا اخذ
بقول واحد منهم یعلم قطعا انه اخذ بقول ابی حنیفة
فانه روی عن جمیع اصحابه الکبار کابی یوسف
ومحمد وزفر والحسن انهم قالوا ما قلنا فی مسئلة
قولا الا وهو روایتنا عن ابی حنیفة و
اقسموا علیه ایمانا غلاظا انتهی

کہا شیخ عبدالوہاب شعرانی نے میزان کبرے کے فصل ماورد فی ذم الرای
میں مطبع مصر کے صفحہ ۴۴ میں ونقل کمال الدین ابن الھمام
عن اصحاب ابی حنیفۃ کابی یوسف ومحمد وزفر و
الحسن انھم کانوا یقولون ما قلنا فی مسئلۃ قولا الا
وھو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علی ذلک
ایمانا مغلظۃ انتہی فہؤلاء الائمۃ الکبار
المجتہدون فی المذہب من خیر القرون لم یروا
الخروج عن مذہب صاحب المذہب والتزموا
مذہب امامھم مع انھم مجتہدون فی مذہبہ فی
ذلک الزمان زمان خیر القرون فکیف یجوز عدم التزام
من ھو دونھم فی ذلک الزمان الفاسد یوما فیوما لحکم
الاحادیث المرویۃ فکفی التزام ہؤلاء الائمۃ
الکبار من خیر القرون بمذہب امامھم فی
ذلک الزمان دلیلا وحجۃ وسندا وقدوۃ فی ذلک
الباب فی ذلک الزمان عند اھل الحق

۳۳ کہا شامی نے جلد اول کے صفحہ ۷۴ میں وفیہ من التوشیح ان ما
یرجع عنہ المجتہد لا یجوز الاخذ بہ فاذا کان الامر کذلک
فیما قالہ اصحابہ مخالفین فیہ لیس من مذہبہ فحینئذ
صارت اقوالھم مذاہبھم مع انا التزمنا تقلید

۲۱

مذکورہ کے کسی کا فی ہے لازم پکڑنا ان ائمہ کبار کا مذہب اپنے امام کا حجت اور سند ہونے میں نزدیک اہل حق کے ۱۲

۳۳ کہا شامی نے قول مذکور کے متصل اور اوسکا حاوی القدسی میں توشیح سے کہ نہیں جائز اخذ اور عمل ساتھ قول مرجوع عنہ مجتہد کے پس جبکہ ہوا حکم اسطرح پس جو کہا اصحاب ابو حنیفہ نے مخالف اوسکی ہوا وہ مذہب ابو حنیفہ کا نہیں مرجوع عنہ مجتہد کا ہے پس اسوقت ہوے اقوال اصحاب ابو حنیفہ کے مذاہب اون کے نزدیک مذہب ابو حنیفہ کا باوجود اسکے کہ ہم نے لازم پکڑی ہے تقلید ۱۲ ۱۲

مذهبه دون مذهب غيره ولا نقول مذهبنا
حنفي لا يوسفي ونحوه قلت قد يجاب بان الامام لما
امر اصحابه بان ياخذوا من اقواله مما يتجه لهم
منها عليه الدليل صار ما قالوه قولا له لابتنائه على
قواعده التي اسسها لهم فلم يكن مرجوعا عنه من كل
وجه فيكون من مذهبه ايضا انتهى فلذلك تصريح بان
مذهب العلماء الحنيفة التزام المذهب الحنفي والمذهب
الحنفي عبارة عن مذهب صاحب المذهب واصحابه المجتهدين
في مذهبه قال الشامي في شرح الدر المختار في باب الحبس من
كتاب القضاء قوله قضى في مجتهد فيه بخلاف رايه
اي مذهبه بحر وابن كمال لا ينفذ مطلقا اي اصل المذهب
كالحنفي اذا حكم على مذهب الشافعي ونحوه او
بالعكس واما اذا حكم الحنفي بمذهب ابي يوسف
او محمد او نحوهما من اصحاب الامام فليس حكما بخلاف
رايه درر اي لان اصحاب الامام ما قالوا بقول
الا وقد قال به كما اوضحت ذلك في شرح
منظومتي في رسم المفتي انتهى

کہا صاحب بحر الرائق نے رسائل زینیہ کے رسالہ رفع الغشاء عن وقتی
العصر والعشاء میں مطبع کلکتہ کے صفحہ ۱۸ میں وحيث ثبت ان وقت

العصر اذا صار ظل كل شئ مثليه وانه مذهب
ابي حنيفة رحمه الله تعالى وصححه المشايخ واختاروه
فوجب على مقلد ابي حنيفة رحمه الله تعالى العمل به
ولا يجوز له العمل بقوله غيره انتهى

۳۵

کہا صاحب بحر الرائق نے رسالہ مذکورہ مین مطبع کلکتہ کے صفحہ
۴۶ مین قال الشيخ ابن الهمام في شرح الهداية فظهر
بهذا ان الصواب ما ذهب اليه ابو حنيفة وان العمل
على مقلديه واجب والافتاء لغيره لا يجوز لهم انتهى

۳۶

کہا شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی کی اس آیت فلا تجعلوا لله
اندادا کی تحت مین مطبع دہلی کی صفحہ ۸۱ و ۸۲ مین کسانیکہ اطاعت آنہا حکم
خدا فرض است شش گروہ اند از انجملہ پیغمبران اند واز انجملہ مجتہدان
شریعت وشیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر نیز لازم الاتباع
است بر عوام انتہی وتقلید واجب بمخیر برای افادہ ہمین مسئلہ کہ التزام مذہب معین
بعد از اختیار بر عوام واجب است چنانچہ گفت در بستان المحدثین مطبوعہ
کے صفحہ ۹۱ مین باید دانست کہ مختصر طحاوی دلالت میکند کہ وی مجتہد
منتسب بود ومحض مقلد مذہب حنفی نہ بود زیرا کہ در آن مختصر چیز ہا اختیار
کردہ کہ مخالف مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پس اینکلام شاہ صاحب
صریح است درین امر کہ التزام مذہب معین بر غیر مجتہد واجب است
وتصحیح است باینمعنی کہ مراد از عوام ہر دو قول با غیر مجتہدان پس حاصل کلام

شریعت اور شیوخ طریقت کا کہ حکم انکا بطریق واجب مخیر کے بہی لازم الاتباع ہے

شاہ صاحب این شد کہ التزام مذہب معین بر عوام
یعنے برغیر مجتہدان واجب لازم است

کہا شیخ احمد استاد بادشاہ عالمگیر نے تفسیر احمدی میں مطبع
کلکتہ کے صفحہ ۳۲۵ میں اذا التزم مذہبا وجب علیہ
ان یدوم علی مذہب التزمہ ولا ینتقل الی مذہب آخر انتہی

کہا بحر العلوم فی شرح تحریر الاصول میں وکذا الانتقال
للعامی من مذہب الی مذہب لا یجوز فی زماننا لظہور الخیانۃ انتہی

کہا صاحب الکریم فی ملل والنحل میں ۱۶۱ ان علماء الفریقین
لم یجوزوا ان یاخذ العامی الحنفی الا بمذہب ابی حنیفۃ
والعامی الشفعوی الا بمذہب الشافعی انتہی

کہا شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب انصاف میں بیچ سبب وجوب تقلید
مذہب معین کے وبالجملۃ فالتمذہب للمجتہدین سر الہمہ اللہ
تعالی العلماء وجمعہم علیہ من حیث یشعرون اولا یشعرون انتہی

کہا علامہ قہستانی نے جامع الرموز کے کتاب القضا میں مطبع دہلی کے
صفحہ ۲۷۱ میں قال ابو بکر الرازی لو قضی بخلاف مذہبہ مع
العلم لم یجز فی قولہم جمیعا انتہی وقال فی الحمادیۃ فی
کتاب القضاء ومن الحاوی ولو قضی بخلاف مذہبہ مع
العلم لا یجوز قضاؤہ فی قولہم انتہی فذلک محمول علی
القاضی المقلد لانہ روی عن ابی حنیفۃ روایتان

فی قضاء القاضی المجتہد بخلاف مذہبہ لکان معنی
روایۃ الحاوی والرازی ہو معنی روایۃ الشرنبلالی الآتی

کہا در مختار میں کتاب القضاء کے باب الحبس میں مطبع دہلی
کے صفحہ ۱۰۵ میں وفی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی
قضی من لیس بمجتہد کحنیفۃ زماننا بخلاف مذہبہ
عمدا لا ینفذ اتفاقا انتہی فما ہو مذکور فی الکتب
من ان حکم القاضی لا ینقض ما لم یخالف لقاطع
من الکتاب والسنۃ والاجماع فہو مختص بالقاضی المجتہد
کما ہو مصرح فی الکتب الاصولیۃ والفروعیۃ"

کہا در مختار کی کتاب القضاء میں مطبع دہلی کے صفحہ ۳۰۹
میں ویاخذ القاضی کالمفتی بقول ابی حنیفۃ علی
الاطلاق ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد ثم
بقول زفر والحسن وہو الاصح وصحح فی الحاوی اعتبار
قوۃ المدرک والاول اضبط ولا یخیر الا اذا
کان مجتہدا بل المقلد متی خالف معتمد مذہبہ
لا ینفذ حکمہ وینقض وہو المختار للفتوی
کما بسطہ المصنف رحمہ اللہ تعالی فی فتاواہ وغیرہ انتہی

کہا علامہ شامی نے شرح الدر المختار میں جلد رابع کے
صفحہ ۳۰۰ میں قولہ فی الحاوی ای الحاوی القدسی

قوله والاول اضبط لان ما فی الحاوی خاص لمن له
الاطلاع علی الکتاب والسنة وصار ملکة
النظر فی الادلة واستنباط الاحکام منها و
ذلک هو المجتهد المطلق او المقید بخلاف الاول
فانه یمکن لمن هو دون ذلک قوله ولا یخیر
الا اذا کان مجتهدا ای لا یجوز له مخالفة الترتیب
المذکور الا اذا کان له ملکة یقتدر بها علی
الاطلاع علی قوة المدرک وبهذا رجع القول الاول
الی ما فی الحاوی القدسی من ان العبرة فی المفتی
المجتهد لقوة المدرک انتهی

کہا علامہ طحطاوی نے شرح در المختار میں جلد
ثالث کے صفحہ ۶۷ میں قوله والاول اضبط
لاطراده فی الخاص والعام وهو من لا یدرک
قوة المدرک علی انه قد یظهر له قوة بحسب ادراکه
ویکون الواقع بخلافه او بحسب دلیل ویکون
لصاحب المذهب دلیل آخر لم یطلع علیه ثم
هذا اذا کان الامام فی جانب وصاحباه
فی جانب قال فی البحر وصحح فی الحاوی القدسی ان
الامام اذا کان فی جانب وصاحباه فی جانب

ما لاعتبار لقوة المدرك فان قلت كيف جاز

للمشايخ الاختيار بغير قول الامام مع انهم مقلدون

له قلت قد اشكل علی ذلک مدة طويلة ولم ار عنه

جوابا الا ما فهمته الان من كلامهم وهو انهم

نقلوا عن اصحابنا انه لا يحل لاحد ان يفتی بقولنا

حتی يعلم انه من اين قلنا فاقول ان هذا الشرط كان

فی زمانهم اما فی زماننا فيحل الافتاء بقول الامام

بل يجب وان لم نعلم من اين قال فعلی هذا فما صححه فی

الحاوی القدسی مبنی علی هذا الشرط قوله اعلم ان كل

موضع قالوا الرای فيه للقاضی فالمراد قاض له

ملكة الاجتهاد لان المقلد يتعين عليه

اتباع معتمد المذهب انتهی

کہا در المختار مین کتاب القضاء کے فصل الحبس مین

مطبع دہلی کے صفحہ ۵۱۰ مین قضی فی مجتهد فيه

بخلاف رايه ای مذهبه مجمع وابن كمال

لا ينفذ مطلقا ناسيا او عامدا عندهما و

الائمة الثلثة وبه يفتی مجمع ووقايه وملتقی انتهی

کہا علامہ شامی نے اور طحطاوی نے شرح مذکور کی کتاب

القضاء مین شامی کی جلد رابع کے صفحہ ۳۴۳ مین

اور طحطاوی کی جلد ثالث کے اس صفحہ ۱۹۰ میں۔

قال فی الفتح لو قضی فی المجتهد فیه ناسیا لمذهبه مخالفا لرایه نفذ عند ابی حنیفة روایة واحدة وان کان عامدا ففیه روایتان وعندهما لا ینفذ فی الوجهین والفتوی علی قولهما وذکر فی الفتاوی الصغری ان الفتوی علی قوله فقد اختلف الفتوی والوجه فی ذلک الزمان ان یفتی بقولهما لان التارک لمذهبه عمدا لا یفعله الا لهوی باطل لا لقصد جمیل واما الناسی فلان المقلد ما قلده الا لیحکم بمذهبه لا بمذهب غیره هذا کله فی القاضی المجتهد فاما المقلد فانما ولاه لیحکم بمذهب ابی حنیفة فلا یملک المخالفة فیکون معزولا بالنسبة الی ذلک الحکم انتهی وقال الشرنبلالی عن البرهان هذا صریح الحق الذی یعض علیه بالنواجذ انتهی کلام الطحطاوی

کہا علامہ طحطاوی نے شرح مذکور کی کتاب المفقود کے صفحہ ۴۰۵ میں ولو قضی به الحنفی لا ینفذ لان امامه لا یراه وقال فی شرح الملتقی

مذہب اپنے امام کی سے تمام ہوئی کلام شامی کے یعنے سلطان یا تو مقید کری کا قضا مقلد کو ساتھ حکم کے موافق صحیح ۱۲

ان القاضی المقلد متی خالف معتمد مذہبہ لا ینفذ حکمہ فی زماننا وینقض وھو المختار للفتوی انتہی

کہا در المختار کے کتاب القضاء کی فصل الحبس مین مطبع دہلی کے صفحہ ۱۰۵ مین اور مطبع میرٹھ کے صفحہ ۱۳۴ مین وفی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی ولو قضی من لیس مجتہدا کحنفیۃ زماننا بخلاف مذہبہ عامدا لا ینفذ اتفاقا وکذا ناسیا عندہما ولو قیدہ السلطان بصحیح مذہبہ کزماننا تقید بلا خلاف لکونہ معزولا عنہ انتہی کلام صاحب الدر

کہا علامہ شامی نے شرح در المختار کی جلد رابع کے صفحہ ۳۴۳ مین قولہ لکونہ معزولا عنہ قال الشرنبلالی فی شرح الوہبانیۃ محل الخلاف فیما اذا لم یقید علیہ السلطان القضاء بصحیح مذہبہ والا فلا خلاف فی عدم صحۃ حکمہ بخلافہ لکونہ معزولا انتہی یعنی ان السلطان اما قید اولم یقیدہ فاذا قید قضاء المقلد بصحیح

۲۶

المذهب فلا ينفذ حكمه بخلافه بالاتفاق واذا لم يقيد
قضاءه به فاذا قضى بخلاف المذهب عامدا فلا ينفذ
ايضا بالاتفاق واذا قضى بخلافه ناسيا فلا ينفذ عند الصاحبين
وهو المختار في ذلك الزمان قال في الدر المختار بل المقلد متى
خالف معتمد مذهبه لا ينفذ حكمه وينقض وهو المختار
للفتوى كما بسطه المصنف وغيره انتهى وقال الطحطاوي
لو قضى به الحنفي لا ينفذ لان امامه لا يراه وقال في شرح
الملتقى ان القاضي المقلد متى خالف معتمد مذهبه لا ينفذ حكمه وينقض
وهو المختار للفتوى انتهى فحصل مما ذكرنا ان المقلد اذا حكم بخلاف
مذهب امامه عامدا فلا ينفذ بالاتفاق سواء قيده
السلطان او لم يقيد واذا حكم بخلاف مذهب
امامه ناسيا فاذا قيده السلطان فلا ينفذ
ايضا بالاتفاق واذا لم يقيد فلا ينفذ عند
الصاحبين وعليه الائمة الثلثة وهو المختار للفتوى
وبه يفتى كما مر فقد ثبت بما ذكر من الصدر
الى هذا السطر ان مذهب العلماء والفقهاء ان
تقليد المذهب المعين من المذاهب الاربعة على المقلد
واجب وان المقلد اذا قضى او افتى وجب عليه التزام معتمد
المذهب المذكور في كتب المذهب وان خلافه لا ينفذ بالاتفاق

٣١

خاتمہ جواب عمدہ تمسکات مصنف معیار مین

تمسکات اول یہہ ہی کہ مذکور ہے فتاوی عالمگیرین و فی نوادر داؤد بن رشید
عن محمد فی رجل لیس بفقیہ ابتلی بنازلة فی المس الا
سأل عنها فقیها فافتاہ بامر من تحریم او تحلیل فعزم
علیه وامضاہ ثم افتاہ ذلک الفقیه بعینه او
غیرہ من الفقهاء فی امرأة اخری فی عین تلک الحادثة
بخلاف ذلک فاخذ به وعزم علیه وسعه الامران
جمیعا ولو کان هذا الرجل سأل بعض الفقهاء عن
نازلة فافتاہ بحلال وحرام فلم یعزم علی ذلک فی زوجته
وترک فتوی الاول وسعه ذلک ولو کان امضی قول الاول
فی زوجته وعزم فیما بینه وبین امرأته ثم افتاہ فقیه
آخر بخلاف ذلک لا یسعه ان یدع ما یعزم علیه ویاخذ
بفتوی الاخر قال محمد هذا کله قول ابی حنیفة
وابی یوسف وقولنا انتهی جواب اوسکا دو وجہ سے ہے
وجہ اول یہہ ہے کہ یہہ روایت نوادر بن رشید کی ہے اور کہا
طحطاوی نے شرح درمختار مین بحث رسم مفتی مین قوله ما اتفق

علیہ اصحابنا فی الروایۃ الظاہرۃ عنہم قیدبہ لان وجود روایات اخر مرجوع عنہا او غیر مشہور لا تعتبر انتہی

اور وجہ ثانی یہہ ہے کہ یہہ روایت نوادر داؤد بن رشید کی دلالت کرتی ہے اسپر کہ تقلید مذہب معین کی فرض نہین ہے نہ اس پر کہ تقلید مذہب معین کی واجب نہین پس اس روایت نے نہ دلالت کی اس پر کہ التزام مذہب واجب ہے یا عدم التزام واجب پس اسکی لئے کوئی دلیل اور چاہیے کیونکہ یہہ روایت نوادر کی صرف اسپر دلالت کرتی ہے کہ تقلید مذہب معین کی فرض نہین جیساکہ وہ قول ہمارا ہے پس یہہ روایت نوادر کی حجت ہم لوگونکی ہوئی نہ مخالفونکی

تمسک ثانی یہہ ہے کہ اہل اصول اپنی کتب اصول مین بیان کرتی ہین لا یرجع المقلد عما عمل بہ اتفاقا وہل یقلد غیرہ فی غیرہ المختار الجواز لما علم من استفتائہم مرۃ واحدا واخر غیرہ بلا نکیر انتہی جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ غیر متنازع مین ہے نہ ملتزم مین اور یہی جواب اسکا بعینہ جواب روایت نوادر داؤد کا ہے بلا تفاوت پس یہہ سند بھی ہماری ہوئی نہ مخالف کی کما یخفی

تمسک ثالث یہہ ہے کہ کتب اصول مین مذکور ہے لو التزم احد مذہبا معینا کمذہب ابی حنیفۃ او غیرہ فہل یلزمہ الاستمرار علیہ فقیل نعم وقیل لا اذ لا واجب الا ما اوجبہ

٣٢

الله تعالى ولم يوجب على احد ان يتمذهب مذهب احد
من الائمة وقيل هو كمن لم يلتزم انتهى جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ
اختلاف اوس وجوب اور لزوم میں ہے کہ بمعنی فرض کے ہے نہ وجوب
اصطلاحی میں کما صرح بہ بحر العلوم عبد العلی فی شرح مسلم
الثبوت ولو التزم احد مذهبا معينا اى عهد نفسه
انه على هذا المذهب كمذهب ابى حنيفة او غيره فهل
يلزمه الاستمرار عليه فقيل نعم يجب الاستمرار عليه و
يحرم الانتقال من مذهب الى مذهب وقيل لا يجب
الاستمرار ويصح الانتقال وهذا هو الحق انتهى پس قول بحر العلوم کا
فقيل نعم يجب الاستمرار ويحرم الانتقال تصریح ہے
اس امر کی کہ وجوب یہاں بمعنی فرض ہے نہ بمعنی وجوب اصطلاحی
کیونکہ حرمت ضد فرض کی ہے نہ ضد وجوب اصطلاحی کی اور یہی
ہم کہتے ہیں کہ وجوب یہاں بمعنی فرض کے ہے کیونکہ یہہ بحث کتب
الاصول حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ میں مشترک اور موجود ہے اور
وجوب نزدیک مالکیہ اور شافعیہ کے بمعنی فرض کے ہے اور حنفی
اپنی کتب اصول میں وجوب کو بمعنی فرض کے بول چال کرتے
ہیں جیسا کہ کہتے ہیں الامر للوجوب والخاص واجب
العمل بلکہ کتب فروع میں بھی جیسا کہ الزکوۃ واجبة وهى لا
يجب الا فى نصاب حولى فاصل الخ والجمعة واجبة و

شرط لوجوبها الاقامة الخ والحج یجب علی کل حر مسلم
الخ وغیر ذلک مما لا یحصی قال صاحب الکشف فی شرح
اصول البزدوی فی افعال النبی صلعم والقاضی وسائر
الاصولیین قسموها علی ثلثة اقسام واجب ومستحب ومباح
وارادوا بالواجب الفرض انتهی پس وجوب اس جا جبکہ بمعنے
فرض لیا جاوی تو معنی مستقیم نہوں گی کیونکہ مالکیہ اور شافعیہ
قائل اس وجوب اصطلاحی کے نہیں ہیں اور بمعنی فرض کے اتمام
میں سب متفق ہیں پس ثابت ہوا کہ وجوب یہاں بمعنے فرض ہے
نہ وجوب اصطلاحی پس اختلاف اہل اصول کا فرضیت اور عدم فرضیت
میں ہوا نہ وجوب اصطلاحی میں بلکہ وہ متفق علیہ ہے جیسا کہ روایات
سابقہ میں گذرا پس یہ مسئلہ اصولیہ حجت ہماری ہوئی نہ مخالف کے
جیسا کہ نہیں پوشیدہ اہل علم پر پس جبکہ ثابت ہوا کہ وجوب یہاں بمعنے
فرض ہے نہ بمعنی وجوب اصطلاحی تو اب جواب دینے اون مسائل
کے کہ وہ متفرع اور مبنی ہیں اس مسئلہ اصولیہ پر کچھ حاجت
نہیں کیونکہ وہ مبنی ہیں اوپر اس مسئلہ اصولیہ کے پس بناء اونکی اگر موافق
ہے مسئلہ اصولیہ کے تو ہماری موافق ہوئی اور بناء اونکی اگر مخالف ہے
تو مخالف اصول کے ہوئی اور خود بخود رد ہوئی کیونکہ تفریع اور بناء بھی
اس مسئلہ اصولیہ پر سواء اسکی مخالف ہوئی حاصل کلام کا یہ ہے کہ
اگر تفریع جواز انتقال اور عدم لزوم کے مقابل وجوب اصطلاحی کے ہے توجیہ

تشریع غلط ہوئی کیونکہ وہ مخالف ہے مبنی علیہ اور متفرع علیہ کو
اور اگر ہو تفریع جواز انتقال اور عدم لزوم کا مقابل فرضیت کے
تو یہہ تفریع صحیح ہوئی اور مخالف وجوب التزام مذہب کو نہوئی لہذا
طحطاوی نے صدر شرح درمختار میں خوب بحث کی جواز انتقال
اور عدم لزوم میں پھر آگے جا کر باب مرتدین میں کہا کہ اتباع مذہب کا
ہمپر واجب ہے حیث قال قلت الذی یجب التعویل علیہ ما نصہ
اہل المذہب فان اتباعنا للمذہب واجب انتہی

تمسک رابع یہہ ہے کہ مذکور ہے عقد جید میں نقل الشیخ عبد الوہاب
الشعرانی عن جماعۃ عظیمۃ من علماء المذاہب انہم کانوا
یعملون ویفتون بالمذاہب من غیر التزام مذہب معین
من زمن الصحابۃ الی زمانہ علی وجہ یقتضی کلامہ ان
ذلک امر لم یزل العلماء علیہ قدیما وحدیثا صار متفقا
علیہ فصار سبیل المؤمنین الذی لا یصلح خلافہ
انتہی اقول ہذا مخالف لما صرح بہ الشعرانی حیث
قال فی المیزان الصغری ومثلہ فی المیزان الکبری ان من
لم یصل الی شہود عین الشریعۃ الاولی وجب علیہ التقلید
لمذہب واحد کما مر تقریرہ خوفا من الوقوع فی الضلال و
علیہ عمل الناس الیوم انتہی اور یہی عبد الوہاب شعرانی نے جواب اسکا
دیا اپنی میزان کبری میں حیث قال فان قال قائل کیف صح من

من هولاء العلماء ان يفتوا الناس بكل مذهب مع كونهم مقلدين ومن شان المقلد ان لا يخرج عن قول امامه فالجواب يحتمل ان يكون احدهم بلغ مقام الاجتهاد المطلق المنتسب الذى لم يخرج صاحبه عن قواعد امامه كابي يوسف ومحمد بن الحسن واشهب والمزني وابن المنذر وابن شريح فهولاء كلهم وان افتوا الناس بما لم يصرح به امامهم فلم يخرجوا عن قواعده وقد نقل الجلال السيوطي ان الاجتهاد المطلق على قسمين مطلق غير منتسب كما عليه الائمة الاربعة و مطلق منتسب كما عليه اكابر اصحابهم الذين ذكرناهم وقال ولم يدع الاجتهاد المطلق غير المنتسب بعد الائمة الاربعة الا الامام محمد بن جرير الطبري ولم يسلم له ذلك انتهى ويحتمل ان هولاء العلماء الذين كانوا يفتون الناس على المذاهب الاربعة اطلعهم الله تعالى على عين الشريعة الاولى انتهى كلام الشعراني

تمسک حاسد کا یہ ہے کہ مذکور ہے کتب میں کہ مروی ہے ائمہ اربعہ سے اذا صح الحديث فهو مذهبي اتركوا قولي بقول رسول صلعم انتہی جواب اس کا یہ ہے کہ خطاب ہے اپنے اصحاب مجتہدین فی المذہب کو واسطے اسی حدیث کے قرار دیا گیا ہے کہ مذہب عبارت ہے مذہب مجتہد اور مذہب مجتہدین فی المذہب سے قال الشامی فی شرح الدر

٣٦

المحقق في شرح الشافية فقد تبين ان صوت الظاء هو بعينه صوت الذال سوى الاطباق لكن تحقق ان ذاتية الذال التي تشترك فيها الظاء مع من المخرج ومن الصفات فقط ... مجهورة رخوة منفتحة مصمتة سافلة منخفضة ... صفاتها ... ذاتية الذال من الصوت ... ان ذاتية الصوت الصفاتي الذي لا من صوت الظاء عين صوت ... فلما كان صوت الظاء ... الذال سوى الاطباق وكان الاطباق ... مما دخل في ... في الضاد

المختار وقيل يحث رسم المفتى فقد صح عنه انه قال اذا صح الحديث فهو مذهبى وقد حكى ذلك ابن عبد البر عن ابى حنيفة وغيره من الائمة ونقله الامام الشعرانى عن الائمة الاربعة ولا يخفى ان ذلك لمن كان اهلا للنظر فى النصوص انتهى والمراد من اهل النظر اهل الاجتهاد قال فى الدر المختار فى كتب القضاء يأخذ القاضى كالمفتى بقول ابى حنيفة على الاطلاق ثم بقول ابى يوسف ثم بقول محمد ثم بقول زفر وحسن وصح فى الحاوى قوة المدرك والاول اضبط انتهى قال الشامى قوله والاول اضبط لان ما فى الحاوى خاص فيمن له اطلاع على الكتاب والسنة وصار له ملكة النظر فى الادلة واستنباط الاحكام منها وذلك هو المجتهد المطلق او المقيد انتهى وقال الشيخ عبد الوهاب الشعرانى فى الميزان الكبرى والصغرى وبلغنا ان شخصا استشاره رضى الله عنه فى تقليد احد من علماء عصره فقال له لا تقلدنى ولا مالكا ولا الاوزاعى ولا النخعى ولا غيرهم وخذ الاحكام من حيث اخذوا وقلنا هو محمول على من له قدرة على استنباط الاحكام من الكتاب والسنة والا فقد صرح العلماء بان التقليد واجب على كل ضعيف وقاصر انتهى وقال

الصفاتى فقال ثبت بما ذكر ان الضاد الضعيفة هى التى تكون بين الضاد والظاء بحيث الصوت الذى هو عين صوت [illegible] باب تشبه من صوت الظاء والذال الذانى فلذا قال العلامة الزمخشرى اما من ذلك الفن فى المفصل الضاد الضعيفة اى التى تقرب بالذال والظاء انتهى فاذا عرف ذلك فهم يعرف ان الضاد اذا كانت مشابهة بصوت الظاء بعض والذال الذانى بان يشبه صوت الظاء والذال الذانى كانت تلك الضاد ضعيفة مستهجنة وما علينا الا البلاغ المبين

٣٧

[illegible]

النووی فی شرح مسلم فی کتاب الاقضیة اجمع المسلمون علی ان ذلک فی حاکم عالم اهل للحکم فان اصاب فله اجران اجر باجتهاده واجر باصابته واما من لیس باهل للحکم فلا یحل له الحکم فان حکم فلا اجر له بل هو اثم عاص فی جمیع احکامه وان وافق الصواب ولا یعذر فی شیء انتهی وقال الطحطاوی و الشامی فی شرح الدر المختار قبیل کتاب الطهارة عن ابن کمال باشا ان الفقهاء سبع طبقات الاولی طبقة المجتهدین فی الشرع کالائمة الاربعة ومن سلک مسلکهم فی تاسیس قواعد الاصول وبه یمتازون عن غیرهم الثانیة طبقة المجتهدین فی المذهب کابی یوسف ومحمد بن الحسن وسائر اصحاب ابی حنیفة القادرین علی استخراج الاحکام وان خالفوه فی بعض احکام الفروع لکن یقلدونه فی قواعد الاصول وبه یمتازون عن المعارضین فی المذهب کالشافعی وغیره المخالفین له فی الاحکام غیر مقلدین له فی الاصول الثالثة طبقة المجتهدین فی المسائل التی لا نص فیها عن صاحب المذهب کالخصاف وابی جعفر الطحاوی

وابی الحسن الکرخی وشمس الائمة الحلوانی وشمس الائمة
السرخسی وفخر الاسلام البزدوی وفخر الدین قاضیخان و
امثالهم فانهم لا یقدرون علی شی من المخالفة لا فی الاصول
ولا فی الفروع لکنهم یستنبطون الاحکام فی
المسائل التی لا نص فیها علی حسب الاصول والقواعد
الرابعة طبقة اصحاب التخریج من المقلدین کالرازی
واضرابه فانهم لا یقدرون علی الاجتهاد اصلا
لکنهم لاحاطتهم بالاصول وضبطهم بالماخذ
یقدرون علی تفصیل قول مجمل ذی وجهین وحکم
مبهم یحتمل لامرین منقول عن صاحب المذهب او
احد من اصحابه برأیهم ونظرهم فی الاصول والمقایسة
علی امثاله ونظائره من الفروع وما فی الهدایة من قوله
کذا فی تخریج الکرخی وتخریج الرازی من هذا القبیل
الخامسة طبقة اصحاب الترجیح من المقلدین کابی الحسن
القدوری وصاحب الهدایة وامثالهما وشانهم تفضیل
بعض الروایات علی بعض کقولهم هذا اولی وهذا
اصح روایة وهذا ارفق للناس السادسة طبقة المقلدین
القادرین علی التمییز بین الاقوی والقوی والضعیف و
الظاهر المذهب والروایة النادرة کاصحاب المتون

المعتبرة من المتاخرين مثل صاحب الكنز وصاحب المختار
وصاحب الوقاية وصاحب المجمع وشانهم ان لا ينقلوا
الا قوال المردودة والروايات الضعيفة السابعة طبقة
المقلدين الذين لا يقدرون على ما ذكر ولا يفرقون بين
الغث والسمين انتهى قال الطحطاوی والسابعة مقلدون
لا يقدرون على شیٔ والسادس كذلك من المقلدين
قوله اما نحن فعلينا اتباع ما رجحوه هذا عين المرتبة
السابعة انتهى وقال الشامی قوله اما نحن يعنی اهل الطبقة
السابعة قوله كما لو افتوا فی حيوتهم ای كما نتبعهم لو
كانوا احياء وافتونا بذلك فانه لا يسعنا مخالفتهم انتهى

تمسک سادس یہہ ہے کہ کتاب انصاف شاہ ولی اللہ وغیرہ میں
مذکور ہے کہ فتاوی بزازیہ مین روی عن ابی یوسف انہ صلی یوم
الجمعة بالناس مغتسلا من الحمام وتفرقوا ثم اخبر بفارة
مينة فی بئر الحمام فقال ناخذ بقول اخواننا من اهل المدينة
اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا انتهى جواب اسکا یہہ ہے
کہ یہہ حکایت دال ہے اسپر کہ اگر عمل کیا گیا موافق اپنی مذہب کے
بعد عمل کے ظاہر ہو خلاف مذہب کے اور مسئلہ مجتہد فیہ ہو تو ایسا
صورت مین نزدیک امام ابو یوسف کے جائز ہے پس قیاس کرنا
عمدا کا خطا پر اور غیر مجتہد فیہ کا مجتہد فیہ پر قیاس مع الفارق

اور مردود بالاتفاق ہے مع ان تلک الحکایۃ غیر مسلمۃ لان المجتہد
مامور بالعمل بحسب ظنہ بالاجماع قال الشامی فی شرح الدر المختار
فی بحث رسم المفتی لان المجتہد مامور بالعمل بمقتضی ظنہ اجماعا
وھذا خلاف مقتضی ظنہ انتھی وقال فی المسلم والعضدی وجبت علیہ
العمل بظنہ ولا یجوز لہ التقلید مع اجتہادہ بالاجماع انتھی ولبعض
علی ان تلک الحکایۃ غلط ما قال ابن تیمیۃ کیف ھذہ کانت سنۃ رسول اللہ مع
عموم البلوی بہا ولا ینقلہا احد من اصحابہ الا روایۃ مضطربۃ عن
ابن عمر ولم یعمل بہا احد من اھل المدینۃ ولا اھل البصرۃ ولا اھل بلد الشام
ولا اھل الکوفۃ انتھی ذکرہ فی بحر الرائق

تمسک سابع یہہ ہے کہ مذکور ہے بعض کتب میں قال القرافی اجمع الصحابۃ
علی ان من استفتی ابا بکر وعمر فلہ ان یستفتی ابا ھریرۃ ومعاذ بن جبل
وغیرھما ویعمل بقولھم من غیر نکیر انتھی جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ قیاس مع
الفارق ہے جیسا کہ بیان کیا میں نے اسکو دار الحق میں اسلیے اسپر جرح کے
مع انہ قال ملا علی القاری فی الرسالۃ المؤلفۃ فی جواب الرسالۃ المنسوبۃ
الی امام الحرمین فی قصۃ القفال بل یجب علیہ جس ثمان یعین مذہبا من
ھذہ المذاھب اما مذھب الشافعی فی جمیع الفروع واما مذھب غیرہ
ولیس لہ ان ینتقل من مذھب الشافعی فی بعض ما یھواہ ومن مذھب
غیرہ فی الباقی مما یرضاہ لانا لو جوزنا ذلک لادی الی الخبط والخروج
عن الضبط حاصلہ یرجع الی نفی التکلیف لان من مذھب الشافعی

۴۱

مثلا اذا اقتضى تحريم شيء ومذهب غيره اباحة ذلك الشيء
او بالعكس فهو ان شاء مال الى الحلال وان شاء مال الى الحرام فلا
يتحقق الحل والحرمة حينئذ وفي ذلك اعدام التكليف وابطال
فائدته واستيصال قاعدته وذلك باطل فان قيل اليس في
عهد الصحابة كان الواحد من الناس مخيرا بين ان ياخذ في بعض
الوقائع بمذهب الصديق الاكبر وفي بعض اخر بمذهب الفاروق
قلنا انما كان كذلك لان اصول الصحابة لم تكن كافة لعامة الوقائع
ولا شاملة لكافة المسائل لانهم لم يتفرغوا الى تفريع التفاريع
وتمهيد الاصول والتفاصيل فلاجل الضرورة يحل للمقلد
اتباع الصديق الاكبر في بعض الوقائع واتباع الفاروق
في بعض اخر واما في زماننا فمذاهب الائمة الاربعة كافية
بمعرفة الكل فلا ضرورة الى اتباع امامين انتهى مع ان ذلك
الاجماع غير مسلم لانه قد تجمع العلماء على ان المفتي هو المجتهد
قال الطحطاوي والشامي في شرح الدر المختار قال الشيخ ابن
الهمام في فتح القدير وقد استقر رأي الاصوليين على ان
المفتي هو المجتهد فاما غير المجتهد ممن حفظ اقوال المجتهد فليس
بمفت فالواجب عليه اذا سئل ان يذكر قول المجتهد كالامام
على وجه الحكاية انتهى وقال الشيخ ابن الهمام في اواخر
تحرير الاصول الاتفاق على حل الاستفتاء ممن عرف انه

۴۲

من اهل الاجتهاد والعدالة وعلى امتناعه ان ظن احدهما
انتهى وابو هريرة رض ليس من اهل الاجتهاد كما فى الاصول

تمسک ثامن یہہ بھی مذکور ہے بعض کتب میں قال القرافی انعقد الاجماع علی
ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غير حجر انتهى جواب اسکا یہہ ہے
کہ یہہ اجماع اسپر بھی دلالت کرتا کہ کوئی شخص مسلمان ہو تو وہ شخص تقلید کرے کسی ایک کی
آئمہ مذاہب کے کرے یعنی خواہ امام ابوحنیفہ کی یا امام مالک کے یا امام شافعی کی یا امام احمد بن حنبل کی
یعنی اسپر جبر نہیں کہ مالکی ہو یا شافعی ہو یا حنفی ہو یا حنبلی ہو بلکہ اسکو اختیار ہے جسکی چاہے
اسکی کرے تقلید نہ اوران پر دریا مذاہب کے مع ان ذلك الاجماع ايضا غير مسلم
لانه قال فى تحرير الاصول ومسلم الثبوت يجوز تقليد المفضول مع وجود
الافضل وعن احمد وطائفة كثيرة من الفقهاء على المنع انتهى لیکن
پوشیدہ نہ رہے کہ یہہ جواز مقابلہ منع کی ہے نہیں منافی وجوب تقلید اعلم و افضل کو
نہوا واسطے حدیث مذکور کے پس اعتراض شامی اور ابن حجر مکی پر نہ وارد ہوا

تمسک تاسع یہہ ہے کہ مذکور ہے تحبیر شرح تحریر میں ان القرون الماضية من العلماء اجمعوا
على انه لا يحل لحاكم ولا مفت تقليد رجل واحد بحيث لا يحكم ولا
يفتى فى شئ من الاحكام الا بقوله انتهى جواب اسکا یہہ ہے کہ تقلید یک مذہب کی مذاہب
اربعہ سے نہیں ہے تقلید شخصی کیونکہ وہ تقلید جماعت کی ہے مسائل مختلف فیہا میں اور
تقلید اجماع کی مسائل مجمع علیہا میں جیسا کہ بدور الحق میں بیان کیا گیا تھی کہ کہا شاہ
ولی اللہ دہلوی نے اپنی کتاب انصاف میں وکان ابو حنیفة رح الزمهم بمذهب
ابراهيم واقرانه الا فى مواضع يسيرة وهو فى تلك اليسيرة يتحرى ايضا

على عوام زمانه صح
ليسير ان بين صفاتهما بعد السماء والارض كما ذكر فحصل ثم ان عسر الفصل فلا يكون لسبب تقارب الصوت وقد يكون فقدان اللغة وعدم التمييز بين الضاد والظاء من القبيل الاخير كما من السيرافي وذلك متعينين لما من الكلام القواعد والمنهاج من الوجه الثالث ان صاحب الرعاية قال فى الرعاية ان الضاد يشبه لفظها بلفظ الظاء لانهما من حروف الجهر والاستعلاء والاطباق ولولا اختلاف المخرجين وما فى الضاد من الاستطالة لكان لفظهما واحدا ولم يختلفا فى السمع انتهى ان كلام صاحب الرعاية يدل على الاختلاف في الصوت الذاتي والتشابه في الصوت الصفاتي كما دل عليه صح ومعلوله وكلمه لولا

لا يخرج عما ذهب اليه فقهاء كوفه انتهى والكوفة قبة الاسلام
ودار هجرة المسلمين كما في القاموس ودار العلم ومحل الفضلاء
كما في النووى اوريهى كهتى هين ايهم كه ير مذهب امامان اربعه سى عبارت هى اول
صاحب مذهب مجتهدين في المذهب بس تقليد مذهبها حاكل ان مذاهب اربعه مى
شخصى نهونى مع ان ذلك الاجماع غير مسلم لان الامام احمد
بن حنبل وطائفة كثيرة من الفقهاء على وجوب تقليد الافضل
ومنع تقليد المفضول وايضا ثبت ان اصحاب ابى حنيفة ومالك
قالوا الا بقوله قال شاه عبد العزيز الدهلوى في صف بستان
المحدثين قال ابن بشكوال ان يحيى بن يحيى كان مستجاب الدعوات وفي
متبع الامام مالك في هيئته الظاهرة من الجلوس والقيام واللباس
وكان يفتى بما سمع من الامام مالك ولا يرضى بخلافه اصلا انتهى فذلك
يحيى بن يحيى الذي هو مصنف موطا الامام مالك المشهور بين المشرق و
المغرب المروى عنه في الصحاح الستة وقال اصحاب الامام ابى حنيفة
الكبار ابو يوسف ومحمد بن الحسن وزفر بن الهذيل والحسن بن زياد
ما قلنا في مسئلة قولا الا وهو روايتنا عن الامام ابى حنيفة انتهى
فهذا حال اصحاب الامامين الهمامين ابى حنيفة ومالك الكبار
فما حال من دونهم وايضا يدل على بطلان ذلك الاجماع التقليد
المذكور في كتب الاصول كمختصر الاصول لابن الحاجب وتحرير
الاصول لابن الهمام والعضدى شرح مختصر الاصول للقاضى

والظاء الذالى والجواب عن الوجه الرابع وبيان كلام الامام الرازى قال في التفسير الكبير ان اشتباه الضاد بالظاء لا يبطل الصلوة دل عليه ان المشابهة بينهما حاصلة جدا والتميز عسير فوجب ان يسقط التكليف بالفرق وبيان المشابهة

٤٤

بالجهورة الاول انهما من حروف المجهورة والثانى انهما من حروف الرخوة والثالث انهما من حروف المطبقة والرابع ان الظاء وان كان مخرجه من بين طرف اللسان و اطراف الثنايا العليا ومخرج الضاد من اول حافة اللسان وما يليه من الاضراس الا انه حصل في الضاد انبساط لاجل رخاوتها وبهذا السبب قرب مخرجه من مخرج

عضد الدين صاحب المواقف في غيرهم حيث قالوا ان المقلد

اذا التزم مذهبا معينا فهل يلزمه فقيل يلزمه وقيل لا

يلزمه وقيل هو كغير الملتزم انتهى ووجه دلالة ذلك على التثليث

بطلان ذلك الاجماع ظاهر لان ابن امير الحاج الذي نقل مصنف

المعيار عنه ذلك الاجماع متاخر عن الشيخ ابن الهمام والشيخ ابن

الحاجب والقاضي عضد الدين فهؤلاء يدعون التثليث وهو

يدعي ذلك الاجماع فبينهما تخالف ظاهر وتباين باهر ان

التثليث متواتر نقله حتى جعل مسئلة من مسائل الاصول و

الظاهر ان اهل القول الاول الامام احمد بن حنبل والطائفة

الكثيرة من الفقهاء والائمة الشافعية فاما الائمة الشافعية

فقال العلامة الشامي في صدر شرح الدر المختار ان ما ذكر عن النسفي

من وجوب اعتقاد ان مذهبه صواب يحتمل الخطاء مبني على انه لا

يجوز تقليد المفضول وانه يلزم التزام مذهبه ورايت في اخر

فتاوى ابن حجر فانه سئل عن عبارة النسفي المذكورة فحرر ان قول

ائمة الشافعية كذلك ثم قال ان ذلك مبني على الضعيف من انه

وجب تقليد الاعلم دون غيره والاصح انه يتخير تقليد اي شاء

ولو مفضولا انتهى لكن لا يخفى ان قوله ان ذلك مبني على الضعيف

الخ انما ورد على ائمة الشافعية لان الوجوب عندهم بمعنى الفرض

لا علينا لان الوجوب عندنا ما ثبت بالدليل الظني لا بمعنى

٤٦

الفرض واما الامام احمد والطائفة الكثيرة فقال في بحر الرائق صواب
ومسلم الثبوت يجوز تقليد المفضول مع وجود الافضل واحمد في
طائفة كثيرة من الفقهاء على المنع انتهى ثم قال في مختصر الاصول
يجوز للمقلد تقليد المفضول وعن احمد وابن شريح منعه بل وجب عليه
النظر في الارجح ويتعين الارجح للتقليد انتهى وقال الامام الاسنوي
في شرح منهاج الاصول للقاضي البيضاوي ما حاصله انهم اتفقوا
على ان العامي لا يجوزان يستفتي الا ممن غلب على ظنه انه من اهل الاجتهاد
والورع فان كان جماعة فقال قوم يجب عليه الاجتهاد في اورعهم واعلمهم فان
ترجح احدهما مطلقا تعين العمل بقوله وان ترجح احدهما في الديانة واستويا
في العلم وجب الاخذ بقول الاعلم وهو الاقرب وقال الآخرون لا يجب
ورجح ابن الحاجب جواز تقليد المفضول مع وجود الفاضل انتهى فقوله وهو
الاقرب نص على ان قول الائمة الشافعية وغيرهم من وجوب تقليد
الاعلم دون غيره قول صحيح مرجح اقرب الى الصواب لقوله عليه
السلام من تولى من امر المسلمين شيئا واستعمل عليهم رجلا وهو يعلم
ان فيهم من هو اعلم واولى منه بكتاب الله وسنة رسول الله فقد خان الله و
رسوله وجماعة المسلمين رواه الطبراني المؤيد مضمونه بقوله تعالى واتبعوا
احسن ما انزل اليكم من ربكم فالآية نص صريح في وجوب اتباع احسن ما
انزل من الاحكام ولا شك ان المجتهد عند اهل السنة مظهر لا مثبت فكانت
احكام المجتهد ثابتة بالنص او معنى كما صرح به التفتازاني في شرح

العقائد حيث قال ان القياس مظهر لا مثبت فان الثابت بالقياس
ثابت بالنص معنى انتهى فكان احكامه منسوبة الى ما انزل ولو معنى
ولا شك ان الاحكام المقررة باجتهاد المجتهد الافضل احسن ما انزل من
الاحكام المقررة باجتهاد المفضول فاذا كان الاحكام المجتهد الافضل احسن ما
انزل من احكام غيره وجب على المقلد التزام مذهب المجتهد الافضل دون
المفضول عملا بتلك الاية وبقوله عليه السلام اذا حكم الحاكم فاجتهد
فاصاب فله اجران واذا حكم فاجتهد فاخطأ فله اجر متفق عليه فذلك الحديث
المتفق عليه نص على ان المجتهد قد يخطئ وقد يصيب فاذا كان الامر كذلك
وجب على المقلد تقليد المجتهد الافضل دون المفضول لئلا يقع
في اتباع كثير الخطاء عملا وقصدا كما صرح به العلماء قال في الكشف
شرح اصول البزدوى ذهب كل من قال ان المجتهد يخطئ ويصيب
مثل اصحابنا وعامة اصحاب الامام الشافعي ثم قال فمن جعل الحق
حقوقا اثبت الخيار للعامي فيما هواه ومن قال ان الحق واحد الزم للعامي ان يتبع
اماما واحدا وقع عنده انه اعلم انتهى وقال في الحمادية وعند الفقهاء
ان الحق واحد فائدته ان العامي يعمل براي امام وقع عنده انه اعلم انتهى
وقال في جامع الرموز واعلم ان من جعل الحق متعددا كالمعتزلة
الزم العامي اماما واحدا كما في الكشف انتهى فحاصل الكلام
ان من جعل ذلك الدليل قطعيا قال بوجوب تقليد الافضل
بمعنى الفرض وهم اهل القول الاول ومن جعل ظنيا قال بوجوب

تقليدا لا فصل بمعنى الوجوب الاصطلاحي لا بمعنى الفرض
وهم اهل القول الثاني والثالث فالفرق بين اهل القول الاول
وبين اهل القول الثاني بالفرضية وعدم الفرضية والفرق بين
اهل القول الثاني وبين اهل القول الثالث ان عند اهل القول
الثاني عدم الفرضية في جميع الاحكام وعند اهل القول الثالث الفرضية
في الاحكام المعمولة وعدم الفرضية في الاحكام الغير المعمولة والفرق بين
اهل القول الاول وبين اهل القول الثالث ان اهل القول الثالث مثل اهل
القول الاول في الاحكام المعمولة ومثل اهل القول الثاني في الاحكام الغير
المعمولة كما صرح به بحر العلوم في شرح المسلم حيث قال ولو التزم مذهبا
معينا اي عهد نفسه انه على هذا المذهب كمذهب ابي حنيفة وغيره فهل
يلزمه عليه الاستمرار فقيل نعم يجب الاستمرار ويحرم الانتقال وقيل لا يجب
الاستمرار ويصح الانتقال وقيل من التزم كمن لم يلتزم فلا يرجع عما قلد
فيه وفي غيره يقلد من شاء والتيسير وفي التحرير وهو الغالب انتهى فلما كان مقتضى
عدم الفرضية جواز ضده كان الوجوب الاصطلاحي ايضا لا ينافي جواز ضده قد
ثبت بقول العلماء ان جميع العلماء على وجوب التزام المذهب المعين ثبت منه
ان اهل القول الاول والثاني والثالث متفقون على وجوب التزام
المذهب المعين ثم ما في اللباب ان اهل القول الثاني على الوجوب الاصطلاحي لا
بمعنى الفرض وان اهل القول الاول على الوجوب بمعنى الفرض وان اهل
القول الثالث كاهل القول الاول في المعمولة وكالثاني في غير المعمولة

تمسک حاشیہ جید ہے کہ نقل کیا شرنبلالی نے اپنی رسالہ عقد فرید

میں اور طحطاوی نے شرح در المختار میں ان القاضی اباعاصم

العامری الحنفی کان یفتی علی باب مسجد القفال والمؤذن

یؤذن للمغرب فنزل ودخل المسجد فلما رآه القفال امر

المؤذن ان یثنی الاقامة وقدم فتقدم وجهر بالتسمیة مع

القراءة واتی بشعار الشافعیة فی صلوته ومعلوم ان

القاضی اباعاصم انما یصلی قبل بشعار مذهبه فلم

یمنعه سبق عمله بمذهبه فی ذلک انتهی جواب اشکال یہ ہے

کہ یہ فعل اسی قبیل سے ہے کہ مروی ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے

قال الامام عبد الوهاب الشعرانی فی المیزان الکبرٰی

فی فصل فیما نقل عن الامام الشافعی رضی الله عنه ان

الامام الشافعی ترک القنوت لما زار قبر الامام ابی حنیفة

وادرکته صلوة الصبح عنده وقال کیف اقنت

بحضرة الامام وهو لا یقول به انتهی فقوله کیف اقنت بحضرة

الامام وهو لا یقول به صریح فی ان الامام الشافعی رحمه الله

انما ترک القنوت لاجل الامام فقط ثم لا یخفی علی احد ان

ذلک انما کان فی امر مختلف فیه بالاولیة ولم یکن من

الارکان والشرائط فذلک المعنی متعین لان خلافه

مردود بالکتاب والاجماع فاما الکتاب فقال الله تعالی

انما النسئ زيادة فی الكفر يضل به الذين كفروا يحلونه عاما
ويحرمونه عاما لان العبرة لعموم الالفاظ لا لخصوص
الاسباب كما فی الاصول فاذا كان حال العامی والمولی ذلك فما حال
من يعتقد الدوران بين المذاهب ساعة بحرمة الاشياء
وساعة بحلها بعينها ولا يرد ذلك على المجتهد لانه اذا
رای الدليل القوی كان مدة مدلول الدليل السابق فی حقه
ومقلده تمت به فلم يكن رجوعا فی الحقيقة بل هو انتهاء مدته
فكذلك المقلد اذا وقع عنده ان صاحب ذلك المذهب اعلم واولى صار
مدة اتباع السابق تمت بحكم الحديث المذكور فكان عليه
اختيار مذهب ذلك الافضل بالكلية واجبا بالوجوب
الاصطلاحی عملا بالحديث المذكور واما الاجماع فقال الشيخ ابن
الحاجب فی مختصر الاصول لا يرجع عنه بعد تقليده اتفاقا وفی حكم
اخر المختار جوازه انتهی وقال القاضی عضد الدين فی شرح مختصر
الاصول اذا عمل العامی بقول مجتهد فی حكم مسئلة فليس له تقليد
غيره فيها انتهی وقال الامام الاسنوی فی شرح منهاج الاصول اذا
قلد مجتهدا فی مسئله فليس له تقليد غيره فيها انتهی وقال الشيخ
ابن الهمام فی تحرير الاصول لا يرجع عما قلد فيه ای عمل به اتفاقا وهل
يقلد غيره فی غيره المختار نعم انتهی قال البهاری فی مسلم الثبوت
لا يرجع المقلد عما عمل به اتفاقا وهل يقلد غيره فی غيره المختار نعم

ثم لاقصى الحلق همز هاء
ثم لوسطه فعين حاء
ادناه غين خاؤها والقاف
اقصى اللسان فوق ثم الكاف
اسفل والوسط فجيم الشين يا
والضاد من حافته اذ وليا
لاضراس من ايسر او يمناها
واللام ادناها لمنتهاها
والنون من طرفه تحت اجعلوا
والرا يدانيه لظهر ادخل

٥٠

والطاء والدال وتا منه ومن
عليا الثنايا والصفير مستكن
منه ومن فوق الثنايا السفلى
والظاء والذال وثا للعليا
من طرفيهما ومن بطن الشفه
فالفا مع اطراف الثنايا المشرفه
للشفتين الواو باء ميم
وغنة مخرجها الخيشوم

انتهى وقال في الدر المختار وان الرجوع عن التقليد بعد العمل باطل
اتفاقا انتهى وقال الشامي في شرحه صرح بذلك ابن الهمام في التحرير
ومثله في اصول الآمدي وابن الحاجب وجمع الجوامع انتهى ثم قال
صاحب البحر الرائق في الرسالة المسماة برفع الغشا عن وقتي العصر
والعشا وخير الدين الرملي في الفيض الرائق على البحر الرائق في
كتاب القضاء قال الشيخ القاسم في تصحيح القدوري قال الاصوليون
اجمعون لا يصح الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق وهو المختار
في المذهب انتهى فقد ثبت من اهل الاصول ان المقلد لا يصح رجوعه
عن التقليد بعد العمل بالاتفاق وهو المختار في المذهب فما قيل من انه
قال في مسلم الثبوت قيل مختلف فيه يعني الرجوع بعد العمل قول
يدل عليه التثليث في الالتزام لان وجوده ليس اولى من عدمه
ضرورة فتدبر انتهى كلام صاحب المسلم هو باطل وقوله فتدبر كما
هو عادته اشارة الى بطلانه وبطلانه بالوجوه فالوجه الاول الفرق
البين بين الملتزم وغير الملتزم لانه اذا لم يجب التزام المذهب كان
فيه في ذلك الزمان خوف التلهي وهو حرام بالاجماع فاجمع اهل الاجماع
على تلك القاعدة لسد باب الفساد دل على فساده ونيته وعدم تدينه
عدم التزامه قال الشيخ ابن الهمام والتارك لمذهب مجتهد الاجماع
في ذلك الزمان الا بهوى باطل لا لقصد جميل كما في الشامي والطحطاوي
والعالمگيري وقال الشيخ القاسم مسئله كما في قضاء الشامي بخلاف

صفاتها جهر ورخو مستفل
منفتح مصمتة والضد قل
مهموسها فحثه شخص سكت
شديدها لفظ اجد قط بكت
وبين رخو والشديد لن عمر
وسبع علو خص ضغط قظ حصر
وصاد ضاد طاء ظاء مطبقة
وفر من لب الحروف المذلقة
صفيرها صاد وزاي سين
قلقلة قطب جد واللين
واو وياء سكنا وانفتحا
قبلهما والانحراف صححا
في اللام والرا وبتكرير جعل
وللتفشي الشين ضادا استطل
انتهى فذلك يدل على ان الصفات
العشر اضداد والثمان الباقية افراد
فثبت الرسالة المسماة بتنبيه الغفا
عن صوت الظا وما علينا الا البلاغ

٥١

للتزم دل على تدينه التزامه والوجه الثاني ان يجوز ان يرى
اهل الاجماع في غير الملتزم علة داعية الى الاجماع لم يكن في الملتزم
فلذا اجمعوا على تلك القاعدة فيه لا فيه ولم نؤمر لادراك علل الاجماعات
ودواعيها بل نؤمر ونكلف بالامتثال لها والعمل بها والوجه الثالث
ان الملتزم وغير الملتزم ليس بينهما ملازمة كالملازمة بين طلوع
الشمس ووجود النهار فيلزم من وجود التثليث فيه وجود التثليث فيه
ان التثليث فيه غير ممكن كما لا يخفى على اهل العلم فلما لم يكن بينهما ملازمة
لوجود الفرق بينهما بطل استنباط الاختلاف في غير الملتزم
من التثليث في الملتزم وما قيل ان المراد لا يصح رجوعه عن عين
تلك الحادثة المنقضية لا ما يحدث بعدها من جنسها فهو باطل
يدل على بطلانه تثليثهم المذكور في كتب الاصول فقال ابن الحاجب
في مختصر الاصول بعد بيان مسئلة غير الملتزم والقاضي عضد
الدين في شرح مختصر الاصول فلو التزم مذهبا معينا كمذهب
مالك او الشافعي وغيرهما ففيه ثلثة مذاهب اولها يلزم وثانيها لا يلزم
وثالثها انه كالاول فيما عمل به ولم يلتزم انتهى قال الشيخ ابن الهمام في تحرير
الاصول بعد بيان مسئلة غير الملتزم فلو التزم مذهبا معينا كابي حنيفة
او الشافعي فقيل نعم وقيل لا وقيل هو مثل من لم يلتزم وهو الغالب
انتهى وقال البهاري في مسلم الثبوت بعد بيان مسئلة غير الملتزم
ولو التزم مذهبا معينا كمذهب ابي حنيفة او غيره فهل يلزم عليه

الاستمرار فقيل نعم وقيل لا و قيل كمن لم يلتزم فلا يرجع عما قلد
فيه وفي غيره يقلد من يشاء وعليه السبكي وفي التحرير وهو
الغالب انتهى فذلك التثليث نص صريح في بطلانه كما لا يخفى
وايضا يدل على بطلانه عباراتهم المذكورة في مسئلة غير الملتزم
كما لا يخفى وايضا يدل على بطلان ذلك التاويل قولهم لا يصح
الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق لانه اذا عمل بعين فيما يحدث
من جنس بعد تلك الحادثة لكان رجوعا عن التقليد بعد العمل فقولهم لا يصح الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق نص
في منع الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق فكان ذلك
التاويل غير جائز مع ان مثل هذه التاويلات الواهية لا
تقبل في مقابلة مثل ذلك الاجماع المتواتر نقله في كتب الاصول
ثم لا يخفى على الامام الكامل والهمام الفاضل ان تلك القاعدة
الاصولية من ان المقلد لا يصح رجوعه عن التقليد بعد العمل بالاتفاق
استيصال اللامذهبية والدورانية بين المذاهب بان يعمل ساعة
بهذا وساعة بهذا فهكذا في كل مسئلة من مسائل الدين
بحسب الاغراض والحاجات وبيان ذلك الاجمال انا فرضنا مثلا
ان جميع مسائل الشرع ثمان مائة مثلا مائة للصلوة ومائة للزكوة
ومائة للصوم ومائة للحج واربع مائة للمعاملات فاذا قلد المقلد
بكر مثلا ابا حنيفة في مائتي الصلوة والمعاملة ومالكا في مائتي

الزكوة والمعاملة والشافعي في ما ئتي الصوم والمعاملة واحمد بن
حنبل في ما ئتي الحج والمعاملة كان استمراره عليه واجبا ورجوعه عنه
ممنوعا بالاتفاق واذا قلد المقلد زيدا احد الائمة الاربعة في ذلك
كله كان استمراره عليه واجبا ورجوعه عنه ممنوعا بالاتفاق فقد
حصل ان كل واحد من زيد وبكر كان استمراره على مذهبه
واجبا وانتقاله عنه ممنوعا بالاتفاق غاية ما في الباب ان
تمذهب بكر كان بذلك الوجه وتمذهب زيد كان بذلك الوجه
لكنهما شريكان في وجوب الاستمرار على المذهب ومنع الانتقال عنه
بالاتفاق فكان اللامذهبية والدورانية باطلا بالاتفاق لكن
بقي ان المقلد اذا اختار في وجه من الوجهين المذكورين يختار قلنا
ان مقتضى تلك القاعدة الاصولية المتفق عليها ان يختار الوجه
الاخير لا الوجه الاول لانه لو اختير الوجه الاول فلا بد للمقلد من احد
الامرين اما ان تذكر كل عمل بانه اعمل قبل ذلك بمسئلة كذا فلان وعمل بعد
فهكذا في كل مسئلة من مسائل الدين لكن ذلك باطل بالوجهين فالاول
الامر الاول تذكر كل مقلد كل مسئلة من مسائل الدين بالوصف فلكونه
منحصر بل متعذرا والوجه الثاني ان شيوع الخيانة وعدم الديانة
في هذه القرون بحكم الاحاديث المذكورة في الترقي يوما فيوما واما
ان يكون لكل مقلد كتاب يجمع ويكتب فيه معمولاته وهو ايضا باطل
لان كون كتاب لكل مقلد في كل عصر يجمع ويكتب فيه معمولاته متعذر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الأصول [illegible] الحسن

المذكورة في موضع ذلك الكتاب وغيره من الأدلة المذكورة

في [illegible] من آيات الأحاديث والإجماعات [illegible]

[illegible]

[illegible] ومسألة الغفران

والله أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب

جدول [illegible] الخطأ والصواب

صفحة	سطر	خطأ	صواب	صفحة	سطر	خطأ	صحيح
٢٠	١٥	[illegible]	[illegible]	١٣	٢	[illegible]	[illegible]
٢٣	١٣	[illegible]	[illegible]	٣٤	٣٣	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٤٤	١٥	[illegible]	[illegible]
٣٣	١٤	[illegible]	[illegible]	.	.	.	.

غلطنامہ رسالہ عروۃ الوثقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۸	ستہوا	مستہود	۳۱	۴	سال	فسئل
۵	۱۱	الیسر	المیسر	۳۱	۶	اخزی	اخزی لہ
۵	۱۵	بالاہ	بآلہ	۳۱	۱۱	عزم	عزم علیہ
۷	۱۵	واعلم	واعلم منہ	۳۱	۱۱	امراۃ	امرأتہ
۱۲	۱۵	وطائفہ من	والطائفۃ الکثیرۃ من	۳۱	۱۵	نوادر ب	نوادر داؤد بن
۲۲	۶	فلذلک	فذلک	۳۲	۱۴	وآخر جزہ	واخری جزء
۲۳	۷	بہذہ	فہذا	۳۵	۹	عظمۃ	عظیمۃ
۲۵	۱	کان	فکان	۳۵	۱۰	ویقنون	ویقتون
۲۵	۸	الکت	الکتاب	۳۷	۱۸	والاقل	والافقہ
۲۶	۲	صار ملکۃ	صار لہ ملکۃ	۴۳	۱	استاعہ	استتباعہ
۲۶	۱۷	صاحبہ	صاحباہ	۴۳	۱۲	ابن حجر فسقی ب	ابن حجر کالمکی [illegible]
۲۶	۱۹	صاحبہ	صاحباہ	۴۳	۱۹	الیسرۃ	المیسرۃ
۲۷	۱	لاقتدار	خالی قتدار	۴۷	۹	[illegible]	[illegible]
۲۷	۱۱	لان المقد	لان المقلد	۴۸	۱۷	القول الاول	القول الثانی

الحمد للہ کہ کتاب فیض انتساب در بات تقلید مسمی بعروۃ الوثقی تصنیف مولوی محمد شاہ
بکمال تصحیح و تنقیح در مطبع محمدی باہتمام راقم الحروف محمد مرزا خان
غفر لہ الرحمن واقع کوچہ چیل قصص بازار حسلیہ طبع پوشیدہ فقط

اشتہار

مصنف صاحب نے حق تصنیف کتاب ہذا کا مالک مطبع کو بخش دیا ہذا کوئی
قصد طبع کتاب ہذا کا بلا اجازت مالک مطبع موصوف کی حسب قانون ایکٹ نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۴۷ء کی نہ فرماوے کیونکہ جواب

۵۶